

فتنۂ ثنائیہ

جماعت اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ کے مرزائیانہ و معتزلانہ عقائد کی اشاعت کا

[illegible]

عبدالعزیز

سیکرٹری جمعیت مرکزیہ اہلحدیث ہند

لاہور

[illegible] پریس میں باہتمام مولانا محمد [illegible] چھپا

مژدۂ جانفزا

الهدية السنية تحفۂ وہابیہ

کا

اردو ترجمہ

جلالۃ الملک سلطان المعظم عبد العزیز ابن سعود غازی ملک الحجاز
وسلطان نجد وملحقاتہا

کے حکم سے "الہدیۃ السنیہ" کا ترجمہ مختلف زبانوں میں شائع ہو رہا ہے چنانچہ ہندوستان میں اس کی اشاعت اردو میں مناسب سمجھی گئی۔ اور ہماری جماعت کے سرگرم اور مخلص کارکن موتمر عالم اسلامی کے رکن مولانا سید اسماعیل صاحب غزنوی کو ارشاد ہوا کہ اس کا اردو ترجمہ شائع کر دیں۔ یہ کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کے صاحبزادے اور دیگر علماء و امراء نجد کے رسائل کا مجموعہ ہے۔ اس میں وہابی تحریک اور اہل نجد کے عقائد نہایت تفصیل و وضاحت سے پیش کئے گئے ہیں۔ اور جو الزامات اہل نجد کے خلاف عائد کئے جا رہے ہیں ان کا مکمل جواب دیا گیا ہے اور الزامات کی تردید کی گئی ہے۔

شائقین کتاب ہذا ایک آنہ محصول ڈاک بھیجکر ہم سے طلب فرمائیں۔

مولوی ثناء اللہ کے عقائد اور ان کے متعلق علماء ہند کی آراء دیکھنا چاہیں تو "اربعین" ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت ۳ر

نیازمند

عبد العزیز سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ اہل حدیث ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

مولوی ثناء اللہ کی تلبیس

حق کو چھپانے کی ناکام کوشش

مولوی ثناء اللہ کی فتنہ پردازی، افتراق انگیزی، باطل پرستی کے مظاہر

تہذیب، شرافت، اور انسانیت کے حیا سوز مناظر

مولوی ثناء اللہ صاحب کی وجہ سے جماعت میں جو اختلاف برپا ہے۔ کوئی شخص اس پر مسرت اور شادمانی کا اظہار نہیں کر سکتا۔ بلکہ گرد و پیش کے حالات اور عام مفاد اسلامی کے لحاظ سے یہ چیز انتہائی رنج اور قلق کا باعث ہے۔ اس وقت جو مشکلات اور مصائب ہر طرف سے ہمارا احاطہ کئے ہوئے ہیں ان کے تباہی خیز اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے آپس میں محبت و الفت کے رشتے استوار کرنے کی سخت ضرورت ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اتحاد و اتفاق اللہ تعالےٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔ لیکن کوئی اتحاد، کوئی جماعت اور کوئی جتھہ ذریعہ برکت ہو سکتا ہے نہ کامیابی اور فوز و فلاح سے ہمکنار ہو سکتا ہے جس کی بنا اخلاص اور تقویٰ پر نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا عامل اور حامل رہ جو جیسے صحابہ کرام، ائمہ دین اور محدثین کرام نے بے شمار مصائب و تکالیف کو برداشت کرنے کے بعد زندہ رکھا اور داخلی و خارجی حملوں سے محفوظ اور دو [illegible] قرون کو [illegible] اور خیالات و عقائد سے محفوظ کر کے ہم تک پہنچایا۔

[illegible]

اور چند ایک صحابہ کرام اور محدثین کے مسلک کی پابندی اپنے لئے باعث فوز وفلاح سمجھتے ہوں اور باقی اس اتباع سلف کو "ہوا" بناتے ہوں، اور ایک طرف صرف دس ایسے اہلحدیث ہوں جو ایک خیال ایک ارادہ کے ہوں جن سب کے دلوں میں ایک ہی ولولہ اور ایک ہی شوق ہو کہ ہر قسم کی بدعات۔ وضلالات معتزلہ ومقلدین فلسفہ یونان کی گمراہیوں سے پاک وصاف اسلام کی اشاعت ہو، صدر اول کا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور بدعت وضلالت جس قسم کا لباس پہنکر آئے اور جس نام سے سامنے آئے، جتھہ بندیوں سے بالاتر ہوکر اس کا قلع قمع کیا جائے۔ یہ اس دس ہزار کے مجموعہ سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

اور دنیا کی تاریخ میں حق وصداقت کی مظلومیت کوئی نئی چیز نہیں ہے اس پر آزمائش کے ایسے ایسے ہلاکت خیز وقت آئے ہیں جب خدا کی زمین پر چند دلوں کے سوا اسکا کہیں نشیمن نہ تھا۔ لیکن باوجود اس کے حق، حق رہا اور باطل، باطل۔ پس صداقت ہمیشہ اپنی حامیوں کی کثرت وقلت سے بے نیاز رہی ہے اور ہمیشہ بے نیاز رہے گی۔

اسی طرح اظہار حق اور امر بالمعروف بھی نتیجہ کے خیال سے بے پروا ہے وہ ایک فرض ایمانی اور محض تعبد الٰہی ہے، اور وقت کے بدلنے اور لوگوں کے منہ پھیر لینے سے اسکا حکم نہیں پھیر سکتا۔

ہماری مشکلات

ہم جانتے ہیں کہ ہمارا کام بہت مشکل ہے، زمانہ کی ہوا ناسازگار ہے، مذہبی پابندی عام طبائع کے لئے ایک بار گراں ہے، ملحدانہ اور معتزلانہ عقائد پر نکتہ چینی، اور مذہبی اور دینی معاملات میں غلط کاریوں پر احتساب واعتراض ایک لغو اور فضول کام سمجھا جاتا ہے، جن ملحدانہ اور معتزلانہ خیالات کے خلاف محدثین کرام نے جہاد کیا آج خود اہل حدیث میں ان کی اشاعت کی روک تھام کرنا شرارت اور فساد کے مترادف سمجھا جاتا ہے، جس جماعت اہل حدیث نے اپنی زندگی کا مقصد یہ بیان کیا تھا کہ ہم صدر اول کا اسلام، صحابہ کرام، ائمہ دین اور محدثین کرام کے عہد مبارک کا اسلام، خس وخاشاک اور مشرکانہ رسوم وبدعات سے پاک صاف، علم کلام وفلسفہ یونان کی تقلید سے آزاد اسلام دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں آج اس میں ایک ٹولی مولوی ثناء اللہ صاحب کے وجود مبارک سے ایسی پیدا ہوگئی جس نے تہیہ کر لیا ہے کہ محدثین کرام کی محنتوں کو

پر پانی پھیر دیا جائے؟ اور صفات باری تعالےٰ، معجزات انبیائے کرام اور ایسے ہی دوسرے مسائل ہیں۔ ابو مسلم معتزلی اور اسکے دوسرے بھائیوں کی تاویلات کو قرآن وحدیث میں رائج کر دیا جائے؟

لیکن باوجود ان تمام مشکلات کے احساس کے ہمیں اپنی سچائی پر اعتماد ہے اور ہم کبھی بھی موافقین کی قلت و کثرت سے متاثر نہیں ہوئے۔

ہماری مخالفت کیوں ہے؟

ہمارا ایمان ہے کہ اظہار حق ایک ایمانی فرض اور تعبد الٰہی ہے وہ صرف "وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ" کی تعمیل ہے، وہ ارشاد ربانی "وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" کی بجا آوری ہے، وہ فرمان نبوی "الدین النصیحۃ قالوا لمن یا رسول اللہ؟ قال للہ ورسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم" کی تعمیل ہے۔ اور آسمانی شریعت کی حفاظت کیلئے یہی قانون خدائے پاک نے قرآن کریم میں بتلایا ہے:-

"ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا، ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز۔ الذین ان مکناہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور"

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ نہ ہٹاتا رہتا تو راہبوں کے عبادتخانے، یہودیوں اور عیسائیوں کے گرجے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے اور جو خدا کے دین کی مدد کرے گا خدا بھی ضرور اس کی مدد کرے گا بے شک خدا زبردست اور غالب ہے، خدا کی نصرت واعانت کے مستحق وہی لوگ ہونگے جنکو اگر زمین پر اقتدار و تسلط دلائینگے تو اچھے اچھے کام کرینگے نمازیں پڑھیں گے زکوٰۃ دینگے اور لوگوں کو اچھے کام کے لئے کہیں گے اور برے کاموں سے منع کرینگے اور سب چیزوں کا انجام کار تو خدا ہی کے اختیار میں ہے:

پس ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ صرف کتاب وسنت کی ان ہدایات کے ماتحت ہے، حاشا وکلا

کہ اس میں ذاتی عداوت و رنجش کو کوئی دخل ہو یا اس میں کسی قسم کا حسد و بغض کار فرما ہو۔ جیسا کہ مولوی ثناءاللہ صاحب فرماتے ہیں۔ ہم اس شخص کو بدترین انسان سمجھتے ہیں جو حسد و بغض یا ذاتی کدورتوں کو دین کے لباس میں پیش کرے اور مذہب کی آڑ میں ذاتی انتقام لے۔

اسی لئے ہم مولوی ثناءاللہ صاحب کی ذاتیات پر بحث نہیں کرنا چاہتے بلکہ ان کے معتزلانہ خیالات و عقائد اور ان کے قابل اعتراض رویہ پر بحث کرتے ہیں جس سے جماعت کی مذہبی زندگی پر تباہ کن اثر پڑ رہا ہے۔ مولوی صاحب موصوف کے طرز تحریر پر گفتگو کرتے ہیں جس سے پبلک مذاق کو نقصان پہنچتا ہے۔

اسلئے ہماری تحریر و گفتگو صرف مسائل، واقعات اور ان کے مذموم رویہ تک محدود ہے مولوی ثناءاللہ صاحب پر خاندانی حملے کرنا ان کے مُردوں کے لئے توہین آمیز الفاظ استعمال کرنا ہمارا شیوہ نہیں۔

مولوی ثناءاللہ کا شرمناک حملہ

یہ مولوی ثناءاللہ صاحب ہی کے لئے زیبا ہے کہ وہ خاندان غزنویہ پر ذاتی حملے کریں۔ ان کے مُردوں کو برائی سے یاد کریں ان کے لئے توہین آمیز الفاظ استعمال کر کے اپنی "شرافت نفس" کا ثبوت دیں۔ ارباب بصیرت اس چیز کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جب کسی شخص کی قوت دلائل کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور عقل و فہم کا کام تمام ہو جاتا ہے تب وہ ذاتی حملوں اور گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔ مولوی ثناءاللہ صاحب اب مجبور ہیں سوائے اسکے اور کیا کریں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ہندوستان کے علماء نے ان کے عقائد کو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا حتیٰ کہ علماء آرہ نے ان کی تفسیر کو محدثین کے مسلک کے خلاف اور گمراہ فرقوں کے خیالات کی مؤید لکھا اور مخالفین اہل حدیث کی خوشنودی کا موجب قرار دیا اور پھر علماء نجد اور سلطان ابن سعود کے دربار سے بھی ان کے خلاف فیصلہ ہوا۔ اب وہ گھبرائے، چکرائے۔ اور بے بسی کے عالم میں تہذیب کے رشتہ کو چھوڑ کر آپ مذبوحی حرکات پر اتر آئے۔ آتش انتقام سے مشتعل ہو کر حضرت عبداللہ غزنوی مرحوم، مولانا عبدالجبار غزنوی مرحوم کو بھی اپنے تیروں کا نشانہ بنایا اور حضرت مولوی غلام العلی مرحوم کے ساتھ جو ان کا معمولی جزوی اختلاف تھا اس کو ایک دو ورقی اشتہار میں آپ اس طرح ذکر کر کے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں

غزنویوں کی سرشت میں داخل ہے کہ جس سے ان کا بگاڑ ہوتا ہے مرنے تک نہیں جاتا۔

حضرت مولوی غلام العلی صاحب مرحوم امرتسری جو امرتسر میں اول مبلغ توحید و سنت تھے ان سے غزنویہ کے جنگی واقعات کسی سے مخفی نہیں کہ معمولی اختلاف میں بات کا بتنگڑ بنایا گیا یہاں تک کہ مولوی صاحب مرحوم کے جنازہ میں بھی شریک نہیں ہوئے۔

حالانکہ واقعہ صرف اس قدر ہے کہ حضرت مولوی غلام العلی مرحوم کو حضرت عبداللہ غزنوی مرحوم سے صرف مسئلہ بیعت میں اختلاف تھا مگر اس مخلصانہ اختلاف کی حالت یہ تھی کہ حضرت عبداللہ مرحوم کے پاس اگر کوئی حضرت غلام العلی مرحوم کے اختلاف کا ذکر کرتا تو آپ فرماتے "برائے خدا مے گوید" یعنے مولوی صاحب جو کچھ فرماتے ہیں اللہ کے لئے فرماتے ہیں ان کے نفس کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اور دوسری طرف جب مولوی غلام العلی صاحب مرحوم نے عدم جواز بیعت پر ایک رسالہ لکھا اور مولانا عبدالجبار مرحوم نے جواز بیعت پر ایک رسالہ لکھا تو حضرت مولوی غلام العلی صاحب مرحوم سے لوگوں نے کہا کہ اس کی تردید بھی ہونی چاہئے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں میرے نزدیک جو حق بات تھی میں نے لکھدی۔ ان کے نزدیک جو حق بات تھی انہوں نے لکھدی۔ اور بس"

یہ ان کا اختلاف تھا اور اختلاف میں یہ اخلاص تھا اور پھر آپس میں ملنا جلنا ایکدوسرے کے ہاں آنا جانا غرض پیار و محبت کے تمام مراسم موجود تھے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ غزنوی ان کے جنازے میں شامل نہیں ہوئے، غزنوی اور سارا شہر ان کے جنازے میں شامل تھا اور وہ اس قدر مقبول تھے کہ اس کثرت سے لوگ ان کے جنازے میں شامل ہوتے"

افسوس مولوی ثناء اللہ صاحب نے بزرگوں کے اختلاف کو جو سب کے سب اللہ تعالے کے پاس پہنچ گئے ذکر کیا اور کذب آمیزی کے ساتھ ذکر کیا۔ صرف اسلئے کہ غزنوی خاندان [illegible] حضرت عبداللہ غزنوی مرحوم اور مولانا عبدالجبار صاحب مرحوم کی توہین و تذلیل کر کے ان کے خاندان اور انکے عقیدتمندوں کا دل دکھائیں اور ان کے متعلق لوگوں میں نفرت پھیلائیں اور پرانے اختلافات کو رنگ آمیزی کے ساتھ ذکر کر کے [illegible] لوگوں میں اختلاف وشقاق کی تخم ریزی کریں مگر اللہ تعالیٰ کے [illegible] سے آپ ان میں کامیاب نہ ہوں گے اور اس میں یقیناً آپ کو نامرادی وناکامی [illegible] سے حضرت عبداللہ غزنوی اور مولانا عبدالجبار غزنوی مرحوم کی

توہین تو نہ ہوگی لیکن آپ کی تہذیب اور شرافت کے حیاسوز مناظر ضرور لوگوں کے سامنے آجائیں گے۔

اصولی اختلاف

ہمارا مولوی ثناء اللہ صاحب سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں۔ صرف اصولی اختلاف ہے اور وہ یہ کہ آپ نے تفسیر القرآن بکلام الرحمان اور دوسری تصنیفات میں اللہ تعالے کی صفات انبیائے کرام کے معجزات اور ایسے ہی دوسرے مسائل ہیں۔ محدثین کے مسلک کو چھوڑ کر معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کا مسلک اختیار کیا۔ ایسی حالت میں جبکہ الحاد اور لامذہبیت دنیا میں سرعت سے پھیل رہی ہو۔ ہمنے ضروری سمجھا کہ جماعت اہل حدیث کو اس فتنہ سے بچائیں۔ سب سے پہلے آپکو مولانا احمداللہ صاحب مرحوم (استاذ مولوی ثناءاللہ صاحب) مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم اور مولانا عبدالجبار صاحب مرحوم نے برادرانہ طریق پر سمجھایا مگر کوئی اثر نہوا۔ بلکہ اُلٹے بضد ہوئے اور معتزلانہ عقائد کی اشاعت پر مصر ہوئے۔ مجبوراً آپ کی تفسیر کی چند اغلاط بغرض اختصار پنجاب اور بیرون پنجاب کے علماء کے سامنے بغرض استصواب و استفتا پیش کی گئیں اور سب نے متفقہ طور پر آپ کی تفسیر کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور یہ رائے ظاہر کی کہ یہ محدثین کے مسلک کے خلاف اور معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کے خیالات وعقائد کی اشاعت کا موجب اور مخالفین اسلام کی تقویت کا باعث ہے۔

غلط الزام

مولوی ثناءاللہ صاحب اپنے دو ورقی اشتہار میں فرماتے ہیں "میری عربی تفسیر کی چالیس غلطیاں انتخاب کرکے بڑی سازش سے فتویٰ حاصل کیا" ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس میں سازش کیا کی گئی ہے؟ یہ ایک کھلی ہوئی چیز ہے کہ آپکی عربی تفسیر اور اس کی تنقید علماء کے سامنے پیش کی گئی چنانچہ اکثر مفتی صاحبان نے اس کا ذکر بھی کیا کہ "اربعین" کو دیکھا اور مولوی ثناءاللہ کی تفسیر عربی سے مقابلہ کیا یا اسی مضمون کے الفاظ لکھے اور اس کے بعد فتویٰ لکھا، کوئی انصاف پسند فرمائے کہ اس میں کیا سازش کی گئی؟

اصل حقیقت

اگر سازش ہوسکتی ہے تو وہ مولوی ثناءاللہ صاحب کی طرف سے ہوسکتی ہے جب

"اربعین" شائع ہوئی تو مولوی صاحب موصوف نے بعض علماء کو یہ مغالطہ دیکر اپنے حق میں فتویٰ لے لیا کہ میرا عقیدہ تو وہی ہے جو محدثین اور سلف صالحین کا ہے صرف مناظر ہونے کی حیثیت سے ایسا لکھا مگر جب ان حضرات کو معلوم ہوا کہ ہم کو مولوی ثناء اللہ نے اس وقت تک مغالطہ میں رکھا' انہوں نے اپنی بیزاری کا اعلان کیا۔ اسکے لئے بہترین شہادت حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کا اشتہار درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

البراءۃ الی اللہ من صنیع ثناء اللہ

الحمد للہ حق حمدہ وصلوٰتہ وسلامہ علی نبیہ وآلہ وصحبہ اما بعد۔ برادران دین پیروان سلف صالحین کی خدمت میں عرض ہے کہ اربعین پر جو کچھ میں نے لکھا تھا وہ حق تھا اور میں ابتک اسپر قائم ہوں یعنے مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر القرآن کو اکثر جگہ تفسیر بالرائے ومخالف تفسیر سلف صالحین کے یقیناً جانتا ہوں اور کلام مبین پر میرے نام سے جو مضمون لکھا گیا اور اس کے سبب سے بعض میرے دیندار بھائیوں کو میری تخالف بیانی کا شبہ پڑگیا ہے سو وہ نہ پوری عبارت ہے اور نہ وہ مضمون حاشا وکلا بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریف ہے۔ اپنی طرف سے انہوں نے جو جی میں آیا بلا اجازت میرے لکھ دیا ہے۔ میری عبارت میں کوئی ایسی بات نہ تھی جو میری پہلی تحریر کے جو اربعین پر ہے مخالف ہو۔ غرض کہ کلام مبین کے شائع ہوتے ہی میں نے اپنی براءت کا اشتہار دینا چاہا تھا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب دو بار میرے پاس آئے اور کہا کہ میں ان سب باتوں سے جو سلف صالحین کے برخلاف ہیں رجوع کر کے ان کی اصلاح کروں گا۔ اور وہ تھے میرے شاگرد پس اس خیال سے کہ ان کا راہ راست پر آجانا بڑا ضروری ہے گو کہ میرے بھائی دیندار مجھپر بدگمان ہی رہیں۔ میں ان کی لیت ولعل کیوجہ سے اظہار براءت میں دیر کرتے آیا ہوں۔ چونکہ اب مجھکو ان کے رجوع کی امید نہیں رہی لہٰذا مجبوراً اظہار حق کو مقدم جان کر ابتغاءً لوجہ اللہ کلام مبین کی عبارت سے جو میرے نام سے درج ہے براءت کر کے تمام اہل سنت وجماعت کو اس بات پر بھی مطلع کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کلام المبین میں نقل عبارات میں جنکو تائیداً ذکر کیا ہے بہت جگہ خیانت کر کے ناظرین کو سخت دھوکہ دیا ہے۔ چنانچہ فصل دوم میں جس کو فیصلہ کن قرار دیا اور سارے جوابوں کی اسی پر دارومدار رکھی ہے۔ صفحہ میں اتقان کی عبارت نقل کردہ کے آخر سے ایک جملہ کلام کا جس میں ان کا صاف رد ہے نکال دیا ہے

وہ جدید ہے (فاعتمد الاول) جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام کی تفاسیر سبب نزول میں ہو یا غیر میں معتبر و حجت اور حکم میں مرفوع کے ہے بعض ان کی ساری کتاب کا رد اس جملہ مذکورہ سے ہو کر انہیں کے اقرار سے یہ فیصلہ ہو گیا کہ تفسیر القرآن غیر معتبر و غیر مستند ہے اور کسی نے کلام مبین پر دستخط کرنے والے علماء میں سے اسکو مستند نہیں لکھا ہے اور جو اصحاب تقاریظ ہیں انہوں نے بغیر ملاحظہ تفسیر کے محض حسن ظن سے تقریظیں لکھدی ہیں اور مجھ سے بھی تقریظ لکھوانے کا مولوی ثناء اللہ صاحب نے بار بار تقاضا کیا لیکن دیکھنے پر بسبب غیر معتبر ہونے تفسیر کے تقریظ نہیں لکھی۔ پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا کلام مبین کے شروع میں اسکو مستند کہنا بیجا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تفاسیر صحابہ و تابعین کو چھوڑ کر ان کے برخلاف تفسیر کرنا معتزلہ و اہل بدعہ کا کام ہے۔ اتقان میں امام ابن تیمیہ سے منقول ہے فان الصحابة والتابعين والائمة اذا کان لهم فی الآیة تفسیر وجاء قوم فسروا الآیة بقول آخر لاجل مذهب اعتقدوه وذلك المذهب ليس من مذهب الصحابة والتابعين صار مشارکا للمعتزلة وغيرهم من اهل البدع فی مثل هذا وفی الجملة من عدل عن مذاهب الصحابة والتابعين وتفسيرهم الى ما يخالف ذلك كان مخطئا بل مبتدعا لانهم كانوا اعلم بتفسيره ومعانيه انتهى۔ اگر اب بھی مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے صنیع شنیع سے رجوع کر کے اصلاح ما افسد کر لیں تو پھر میں بھی وہی انکا استاد و شفیق ہوں جیسا کہ اس سے پہلے تھا۔ لیکن میں کیا کروں محبت اللہ و رسول کی مجھے مقدم ہے ان کی محبت و شفقت پر جس کی وجہ سے نوبت باعلان پہونچی۔ اسکے سوا اب ایک ایسا جملہ ان کی کتاب کلام مبین کے صفحہ ۵ میں معلوم ہوا ہے جس سے صبر نہو سکا کیونکہ ہتک حرمت مفسرین و خفت تفاسیر صالحین کی پائی جاتی ہے اور ایسی حرکت ناشائستہ از دستش اہل بدع کی حرکات سے ہے وہ جملہ یہ ہے "مفسرین کے خلاف کا ذکر تو دیوانوں کا ہوا ہے اس سے تو نا بالغ ذکر کرتے ہیں" انتہی۔ اللہ تعالے ان کو ہدایت کرے۔ آمین و ما علینا الا البلاغ المبین

المعلن خادم سنت عاجز عبد المنان وزیر آبادی روز شنبہ ، ذی قعدہ سنہ ۱۳۲۱ھ

فیصلہ آرہ

اور حضرات مصنفین آرہ نے بھی فیصلہ لکھتے ہوئے اس حقیقت کو ظاہر کر دیا کہ مولو

موصوف کا اقرار ہی ہے کہ محدثانہ روش پر یہ تفسیر نہیں لکھی گئی ص۴۳ ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے علماء آرہ سے کہا کہ یہ میرا عقیدہ نہیں ہے اور میں مانتا ہوں کہ یہ محدثین کے مسلک کے خلاف ہے اور اسی اقرار کی بنا پر انہوں نے مولوی ثناء اللہ کو اہلحدیث سے خارج تو نہیں کیا مگر یہ ضرور لکھا کہ:۔

"تفسیر القرآن بکلام الرحمان کے مقامات مذکورہ بلاشبہ ایسے ہیں کہ فرق ضالہ کے خیالات کو تائید پہنچا سکتے ہیں اور اہل سنت اہل حدیث کے مخالف اس سے خوش ہوں اور عند المقابلہ اس تفسیر سے تمسک کریں۔ فیصلہ آرہ ص۴۳ "

مولوی ثناء اللہ صاحب کے مذکورہ بالا اقرار کے بعد حضرات منصفین نے یہ انتہائی نرمی برت کر لکھا شاید کہ مولوی صاحب موصوف صلاحیت قبول کریں اور اپنے اس رویہ سے باز آجائیں جس سے گمراہ فرقوں کو تائید و تقویت حاصل ہو یا جس سے مخالفین اہل حدیث خوش ہوں مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے بجائے اسکے کہ اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کرتے حضرات منصفین کے فیصلہ کو شائع کرتے ہوئے حواشی میں جگہ بجگہ تردید و تکذیب کی۔

مگر اس سلسلہ میں بھی مولوی صاحب موصوف کی مغالطہ دہی قابل غور ہے کہ منصفین آرہ کے سامنے یہ اقرار کر کے کہ میری تفسیر محدثین کی روش کے مطابق نہیں لکھی گئی ہے اور میرا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ ان سے یہ فیصلہ لیتے ہیں کہ یہ اہلحدیث سے خارج نہیں لیکن آگے ایسی تحریر حاصل کر لینے کے بعد خود اس کی تردید کر دیتے ہیں کہ "مجھے یاد نہیں کہ میں نے کہاں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میری تفسیر محدثانہ روش پر نہیں ہے" فیصلہ آرہ ص۴۳ (حاشیہ)

اب اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ خود ہی بتائیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے حق میں فیصلہ حاصل کرنے کے لئے سازش یا مغالطہ دہی کی یا مصنف اربعین نے؟

اور یہ حقیقت انہی تحریروں پر منحصر نہیں بلکہ جماعت اہل حدیث کے بہت سے افراد کے سامنے اسی قسم کی مغالطہ دہی کی گئی ہے! اسی لئے بہت سے حضرات کا خیال ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے یہ عقیدے نہیں ہیں صرف مناظر ہونے کی حیثیت سے ایسا کہتے ہیں، بعض کا خیال ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے رجوع و توبہ کر لی ہے؟ مگر امید ہے کہ اب یہ لوگ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ باتیں خلاف حقیقت تھیں ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ سلطان ابن سعود کے اصرار کے باوجود "توبہ نامہ" پر دستخط نہ کرتے۔

فیصلہ مکہ

آخری فیصلہ مکہ مکرمہ میں جو حضرت امام سلطان ابن سعود ایدہ اللہ تعالے بنصرہ کے
ہوا اسکے محرک بھی مولوی ثناء اللہ صاحب ہوئے جس کی تفصیل ہم رسالہ "فیصلہ مکہ" میں
کر چکے ہیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس میں کہاں تک صلاحیت اور اخلاص سے کام لیا
ہے اور کہاں تک یہ وجود "مسعود" قوم اور جماعت کیلئے موجب برکت و اتحاد یا موجب تش
و اختلاف اور باعث تفریق ہوا ہے۔

چونکہ مکہ مکرمہ میں فیصلہ مولوی صاحب موصوف کے خلاف ہوا اور ان کی تمام توقعات مجرد
ہوئیں۔ نہیں معلوم بیچارے کیا نقشہ باندھکر گئے تھے اور کیا کیا تجویزیں ذہن میں لے کر گئے
مگر واپس آئے تو الٹا بدعتی ہونے کا فتوے لیکر آئے جو ہنوز ان کی پیشانی پر چپکا ہوا نظر آ
(الا ان یتوب) اسلئے اب مولوی صاحب موصوف اس سے انکار کر رہے ہیں کہ "میں نے کب سلطان
ابن سعود کو منصف اور ثالث بنانے کو کہا۔ فرماتے ہیں" بھلا کوئی مدعی علیہ یا ملزم بھی درخو
کرتا ہے" اہلحدیث ۱۰ دسمبر ۱۹۲۶ء

چونکہ رسالہ "فیصلہ مکہ" میں ہم اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں اسلئے اس کو
دوہرانا مناسب نہیں سمجھتے لیکن کسیقدر اختصار کے ساتھ یہ ضرور دکھلانا چاہتے ہیں کہ مولوی
صاحب نے اخبار اہلحدیث میں سب سے پہلے اس کی تحریک کی کہ سلطان ابن سعود کے ہاں ایام
جماعتی اختلافات کے متعلق درخواست پیش کی جائے" پھر وہ بعد سماعت بیانات فریقین جو
فرمادیں وہ تسلیم ہو" (اخبار اہلحدیث ۱۸ فروری ۱۹۲۶ء) اسکے بعد مکہ مکرمہ میں پہونچنے کے
آپ ہی نے مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی کو یہ خط لکھا:

"عرصہ دراز سے آپ کو مجھ سے دربارہ تفسیر عربی اختلاف چلا آتا ہے جس کی وجہ سے باہمی ملاپ
معدوم ہے۔ آجکل ہم بلد اللہ الحرام میں موجود ہیں حسن اتفاق سے یہاں کا بادشاہ بھی مذہبی
حیثیت رکھتا ہے۔ آپ مناسب خیال کریں تو ہم دونوں سلطان المعظم کی خدمت میں درخواست
کریں کہ وہ ہم میں فیصلہ کردیں۔" دستخط ثناء اللہ

آپکی ان تحریروں کے دیکھ لینے کے بعد کیا کوئی شبہ باقی رہتا ہے کہ آپ نے سب سے پہلے
تحریک کی اور آپ کی تحریک پر جب معاملہ عظمۃ السلطان کے سامنے پیش ہوا تو آپ ہی نے

فیصلہ ماننے سے انکار کیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی مذبوحی حرکات

مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کی تفسیر کے متعلق جو فیصلہ ہوا اسے ہم نے اس وقت تک نہیں شائع کیا جب تک کہ مولوی صاحب موصوف نے اخبار اہلحدیث میں اس واقعہ کو غزنوی نزاع سے معنون کر کے کئی نمبروں میں شائع نہیں کیا چونکہ ان مضامین میں اصل حقیقت کو چھپانے اور حسب عادت عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی گئی تھی اسلئے ہم نے ضروری سمجھا کہ صحیح واقعات جماعت کے سامنے پیش کر دیئے جائیں اور "فیصلہ مکہ" کے نام سے ایک رسالہ کی شکل میں ان تمام واقعات اور فتووں کو شائع کر دیا۔

"فیصلہ مکہ" کا شائع ہونا گویا مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے ایک بمب شل کا پھٹنا تھا بس پھر کیا تھا آپ مبہوت و متحیر ہوئے، گھبرائے چکرائے اور عالم سراسیمگی میں جس قسم کی توقع ہو سکتی ہے وہی آپ نے کیا۔ فرماتے ہیں:-

"ان فتووں کی بابت سر دست میں اعلان کرتا ہوں کہ مجھے معتبر شہادتوں سے اطلاع ملی ہے کہ یہ جعلی و بناوٹی ہیں" (اہلحدیث ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء)

مولوی صاحب موصوف کی اس بدحواسی اور گھبراہٹ سے ہمیں آپکے ساتھ ہمدردی ہے۔ آپ کی بے بسی اور بیکسی اسوقت قابل رحم ہے۔ مگر آپ کی خاطر ہم آپ کا

چیلنج منظور

کرتے ہیں کسی کے مکان پر کیا عام پبلک جلسہ میں اصل فتاوی پیش کرنیکو تیار ہیں۔ اس لئے آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ امرتسر، لاہور، دہلی میں سے کوئی ایک مقام اپنے لئے پسند کر لیجئے پنجاب میں جلسہ کرنا چاہیں تو مولانا عبد القادر صاحب کا جو انجمن اہلحدیث پنجاب کے صدر کا نام دہلی میں مولانا محمد صاحب ایڈیٹر محمدی کا نام بطور صدر جلسہ تجویز کرتے ہیں۔ انکی موجودگی میں صدر صاحب کے سامنے اصل تحریر فتووں کی پیش کی جائے صدر صاحب جس کے خلاف فیصلہ صادر فرمائیں اسکو وہیں پر سزا دیجائے ہمارے خیال میں "درے" مناسب سزا ہوگی یعنی اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کا الزام غلط ثابت ہو اور فتوے جعلی نہ ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی پشت مبارک پر اسی درے۔ اور اگر واقعی فتوے جعلی ثابت ہوں تو ہم اس سزا کو خوشی سے برداشت کریں۔ ہم

دیکھتے ہیں کہ مولوی صاحب موصوف اپنی جرأت اور صداقت کا ثبوت کہاں تک پیش کرتے ہیں۔ ھل من مبارز۔

مکہ مکرمہ میں کیا فیصلہ ہوا؟

اسکو ہم رسالہ فیصلہ مکہ میں بالتفصیل لکھ چکے ہیں، قاضی القضاۃ مملکت حجاز و نجد شیخ عبد اللہ بن بلیہد اور قاضی نجد شیخ محمد بن عبد اللطیف نبیرہ شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کا فتویٰ اور دوسرے علماء کرام کے فتاویٰ شائع کر چکے ہیں۔ لیکن ان کے برعکس مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"سلطان ابن سعود شاہ حجاز کے پاس اس معاملہ کو پیش کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطانی دربار میں مرزوده اور مردہ اربعین کو پھر مسترد کر دیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ اربعین میں، جو مصنف پر فتویٰ لگایا گیا ہے صحیح نہیں۔" (اخبار اہلحدیث ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء)

اس سے بڑھکر اور کیا کذب و افترا ہو سکتا ہے کہ جس چیز کا کوئی ثبوت، کوئی تحریر، کوئی دستاویز کوئی شہادت ان کے پاس نہیں، اسکو اس جسارت اور ادعا کے ساتھ پیش کر رہے ہیں، اس کے بعد ہمیں بتایا جائے کہ اگر یہ دجل، فریب دہی اور تلبیس نہیں تو پھر اور کونسی چیز ہے جس کو ان ناموں سے تعبیر کیا جائے؟ کیا قاضی القضاۃ اور قاضی نجد اور دوسرے علماء کی ان تصریحات کے بعد کوئی کہہ سکتا ہے کہ اربعین مسترد اور اس کا فتویٰ غلط قرار دیا گیا ہے۔

قاضی القضاۃ فرماتے ہیں:۔

اما بعد فانی قد وقفت علی ما کتبہ الشیخ ثناء اللہ الامرتسری من تفسیر الکتاب العزیز فرأیتہ قد تبع فی مواضع منہ طریقۃ المتکلمین من تاویل الاستواء وغیرہ المخالفۃ لطریقۃ اھل السنۃ والحدیث .... ودعوتہ الی الرجوع الی مسلک اھل السنۃ والحدیث ومع ذلک اصر وعاند (فیصلہ مکہ ص۳)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر قرآن مجید کو میں نے دیکھا اس میں کئی ایک آیات کی تفسیر میں مولوی صاحب متکلمین کے نقش قدم پر چلے ہیں جیسے استویٰ علی العرش کی تاویل اور علاوہ ازیں دوسرے مسائل جو طریقہ اہلسنت اور اہل حدیث کے خلاف ہیں ...... میں نے انکو اہل حدیث اور اہل سنت کے مسلک و مذہب کی طرف رجوع کرنے کی

دعوت دی مگر باوجود اس کے انہوں نے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا اور معاندانہ روش اختیار کی"

قاضی نجد فرماتے ہیں:-

"قد خاطبناہ بمجلس الامام عبد العزیز ایدہ اللہ وطلبنا منہ الرجوع فلم یقبل وذھب وھو مصر علی بدعتہ وضلالتہ (ملخص از فیصلہ مکہ)

ہم نے مولوی ثناء اللہ سے امام عبد العزیز کے سامنے بات چیت کی اور آخر میں اس سے مطالبہ کیا کہ اپنی غلطیوں سے رجوع کرے مگر اس نے ایک نہ سنی اور وہ اسی طرح یہاں سے چلا گیا اپنی بدعت اور گمراہی پر مصر رہا"

شیخ حسن بن یوسف الدمشقی فرماتے ہیں

(جو حضرت امام کی طرف سے مسجد الحرام میں قرآن و حدیث کے درس کے لئے مقرر کئے گئے ہیں)

بعد نقل اطلعت علی الرسالۃ المسماۃ بالاربعین للاستاذ عبد الحق الغزنوی فی الرد ثناء اللہ ۔۔۔ فاقول والحال ھذا التفسیر منسوب لثناء اللہ انہ رجل سوء وعبد ھوی واسیر نفس وانسان بدعتہ ۔۔۔ وما ذکرہ الاستاذ عبد الحق الغزنوی فی الاربعین ھو الحق (ملخص از فیصلہ مکہ)

"استاذ عبد الحق غزنوی کا رسالہ "اربعین" جو مولوی ثناء اللہ کے رد میں لکھا گیا ہے میں نے دیکھا ۔۔۔ اس بارے میں میری یہ رائے ہے کہ حقیقت ہے کہ تفسیر القرآن بکلام الرحمان مولوی ثناء اللہ کی طرف منسوب ہے اور وہ ایک برا آدمی ہے اپنی خواہشات کا غلام اور اپنے نفس کا قیدی اور بدعتی ہے ۔۔۔ اور استاذ عبد الحق نے اربعین میں جو لکھا ہے وہی حق اور صحیح ہے ۔۔۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کو چیلنج

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب بھی ایسی کوئی تحریر پیش کر سکتے ہیں جس سے ان کے بیان کی تصدیق ہوسکے کہ اربعین مسترد کر دی گئی اور فتویٰ اربعین غلط قرار دیا گیا جیسا کہ آپ نے اہلحدیث میں لکھا ہے مگر ہم پوری ہمت اور دعا کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب موصوف تحریر کوئی دستاویز کوئی شہادت پیش نہیں کر سکتے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب

کے پاس ایسی کوئی تحریر ہے تو ہم انہیں چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس کو بجنسہٖ شائع کردیں۔کیا مولوی ثناء اللہ صاحب میں یہ ہمت اور جرأت ہے کہ اس صداقت آزما چیلنج کو قبول کریں؟

مولوی ثناء اللہ صاحب کی کذب بیانی

دوسرا کذب و افترا جو نہایت دلیری اور بے باکی کے ساتھ اخبار اہلحدیث ۱۰ر دسمبر ۱۹۲۶ء میں شائع کیا گیا ہے وہ...... مولوی صاحب موصوف کی "صداقت اور دیانت" کیلئے ایک بہترین شہادت ہے۔ فرماتے ہیں:-

"اس رسالہ (فیصلہ مکہ) میں شیخ عبداللہ بن بلیہد وغیرہ کے فتاویٰ درج ہیں جن میں مذکور ہے کہ مصنف تفسیر القرآن نے مسائل صفات استواء وغیرہ میں متکلمین کی روش اختیار کی ہے اس کو چاہئے کہ یہ روش چھوڑ کر سلف کی روش اختیار کرے اور غزنوی صاحب اربعین کو جلادیں"

اس بہتان محض کے متعلق سوائے اسکے اور ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ سبحانک ھذا بھتان عظیم فیصلہ مکہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوچکا ہے اس میں جس قدر فتاویٰ قاضی القضاۃ شیخ عبداللہ بن بلیہد اور دیگر علماء کے درج ہیں ان میں یہ لفظ کہ غزنوی صاحب اربعین کو جلادیں کسی ایک فتوٰی میں صراحتہً یا کنایتہً یا اشارۃً یا اس مضمون کی کوئی ایک سطر یا حرف موجود ہو تو مولوی ثناء اللہ صاحب صادق اور ہم کاذب اور اگر یہ مضمون کسی فتوے میں موجود نہیں تو پھر اس سے زیادہ شرمناک جھوٹ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور ایک اخبار کے ایڈیٹر کے لئے اس سے زیادہ ذلیل اور غیر ذمہ دارانہ حرکت کوئی نہیں ہوسکتی۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مولوی صاحب موصوف کو ان بہتان طرازیوں اور افتراپردازیوں سے کیا حاصل ہوگا؟ کیا وہ اس طرح لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونک کر اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں مگر ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ تمام انصاف پسند اہل بصیرت اور متدین حضرات ان کے فریب کارانہ طریق عمل کو خوب سمجھتے ہیں۔ ہاں ان کے باطل اثرات سے وہی لوگ متاثر ہوتے ہیں جن کے لئے فرمایا ہے "من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا"

اربعین کو جلادیں

مولوی ثناء اللہ صاحب نے بڑی جرأت اور بے باکی سے جہاں یہ کذب بیانی کی کہ رسالہ

فیصلہ مکہ میں شیخ عبداللہ بن بلیہد اور دوسرے علماء کے فتاویٰ میں درج ہے کہ غزنوی صاحب اربعین کو جلادیں وہاں آپ نے اپنے دجل و فریب اور عیارانہ طریق کار کا اسی قسم کا ایک اور عظیم الشان مظاہرہ بھی اخبار اہلحدیث ۳ر دسمبر ۱۹۲۶ء میں یوں کیا ہے:۔

میں اس کتاب (فیصلہ مکہ) کے دیکھنے سے بہت خوش ہوا کیونکہ اس کتاب کے دیکھنے سے ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ اربعین مردودہ کا فتویٰ بار ثالث مسترد بلکہ قابل جلانے کے قرار دیا گیا چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ سطر ۱۲ پر بھی یہ مضمون ملتا ہے کہ "مولوی عبدالواحد غزنوی اربعین کو جلادیں"

معلوم ہوتا ہے کہ اربعین کا خوف کچھ ایسا مولوی صاحب موصوف کے دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے کہ بے ساختہ ان کے دل و زبان اور قلم سے یہی نکلتا ہے کہ "اربعین کو جلادو" اور کیا بعید ہے کہ رات کو سوتے ہوئے بھی اربعین کے خوف سے یہ بڑبڑاتے ہوں کہ اربعین سے بچانا، بچانا، بچانا! اربعین سے اربعین کو جلادو" گویا آپ کو آرام و اطمینان اور بے خوفی کا سانس جبھی آئیگا کہ اربعین کو جلا دیا جائے" اسلئے آپ دجل، فریب، عیاری، کذب و افترا غرض جائز و ناجائز ہر قسم کے ذرائع و وسائل اختیار کرکے پوری کوشش کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح عوام کو مغالطہ دیکر اور اربعین کے خلاف ایک مواد جمع کرکے اپنی دوکانداری کو قائم رکھیں۔

فیصلہ مکہ صفحہ ۳۳ کے مذکورہ بالا حوالہ کو نقل کرکے مولوی صاحب موصوف بڑی خوشی کا اظہار کرکے گویا اپنی روایتی عیاری کا مزید ثبوت پیش کررہے ہیں کیونکہ یہ حوالہ اخبار اہل حدیث ۸ر اکتوبر ۱۹۲۶ء سے نقل کیا گیا، سیاق سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی اور تحریر سے حوالہ نقل کیا گیا ہے، طرز تحریر بتا رہی ہے کہ یہ کسی عبارت کا حوالہ ہے۔ اس حوالہ کے الفاظ بجنسہ وہی ہیں جو اہلحدیث ۸ر اکتوبر ۱۹۲۶ء میں درج ہیں۔

کاتب کی غلطی سے اس عبارت کے ساتھ اہلحدیث ۸، اکتوبر ۱۹۲۶ء کا حوالہ سہواً چھوٹ گیا لیکن رسالہ فیصلہ مکہ کتابت کی تصحیح جہاں اور مقامات میں کی گئی وہاں یہ تصحیح بھی کردی گئی تصحیح شدہ رسالہ مولوی صاحب موصوف کے طلب کرنے پر بھیجدیا گیا اور اس کے متعدد نسخے ان کے طلب کرنے پر بھیجدیئے گئے، لیکن مولوی صاحب موصوف اپنی عادت سے مجبور تھے انہوں نے کاتب کی غلطی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے سیاق و سباق و طرز کتابت کو نظر انداز کرکے، رسالہ مذکورہ میں قاضی القضاۃ اور دوسرے

علماء نجد کی اربعین اور تفسیر ثنائی کے متعلق صاف وصریح تحریروں کو پس پشت ڈال کر بغلیں بجانے لگے اور لگے خوش ہونے کہ غزنوی بھی مان گئے کہ دربار سلطانی میں اربعین کے جلانے کا حکم دیا گیا؛

سچ ہے " اذا لم تستحی فاصنع ما شئت " بے حیا باش ہر چہ خواہی کن' جب انسان ثقاہت اور صداقت کا حجاب چاک کر کے خوف و خشیت الٰہی کو دور کر دیتا ہے تو پھر اس کے لئے اسی قسم کی تمام عیاریاں اور فریب کاریاں جائز ہو جاتی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ ان سیہ کاریوں پر وہ فخر کرتا ہے اور اس پر خوشی کا اظہار کرتا ہے سچ ہے زین لهم الشیطان سوء عملهم اگرچہ انصاف پسند دوست اور اہل بصیرت حضرات اس مغالطہ میں مبتلا نہیں ہو سکتے جو مولوی صاحب موصوف کی طرف سے اہلحدیث ۱۰ دسمبر ۱۹۲۶ء میں دیا گیا ہے کہ سلطانی دربار میں اربعین کو مسترد کر دیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ اربعین میں جو مصنف (تفسیر ثنائی) پر فتویٰ لگایا گیا ہے یہ صحیح نہیں بلکہ اربعین جلانے کے قابل قرار دی گئی۔ لیکن عوام کے سامنے اس حقیقت کو اور بے نقاب کرنے کی غرض سے اور ثنائی ٹولی کے لوگوں پر اتمام حجت کے لئے مجلس سلطانی کے اراکین میں سے ایک معزز رکن کی شہادت پیش کرتے ہیں امید ہے اسکے بعد سوائے کسی شقی القلب اور معاند کے اور کسی پر حق مخفی نہ رہے گا؛

علامہ توفیق شریف کی شہادت

علامہ توفیق شریف صاحب کسی خاص تعارف کے محتاج نہیں ہیں' آپ موتمر عالم اسلامی کے گذشتہ موسم حج میں جنرل سیکرٹری تھے" اس وقت ہندوستان ہیں آپ حضرت الامام کی طرف سے کار خاص پر مامور کر کے بھیجے گئے ہیں۔ آپ اس مجلس میں موجود تھے اور تمام گفتگو کو انہوں نے خود سنا اور واقعات کا بچشم خود معائنہ کیا اسلئے ایک غیر جانبدار ہونے کی حیثیت سے ان کی شہادت اس بارے میں سب سے زیادہ وقیع اور وزنی ہو گی بشرطیکہ تعصب اور نفسانیت سے کنارہ کشی کی جائے؛

علامہ موصوف کا مندرجہ ذیل خط حضرت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی کے نام ہے؛ اس خط میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے معاملہ کے علاوہ اور بھی ضروری امور کا ذکر ہے اس لئے بغرض اختصار مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق جو انہوں نے ذکر کیا ہے وہ نقل کر دیتے ہیں۔

اس سے اس چیز پر پوری روشنی پڑ جائیگی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اہلحدیث ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء میں جو دعویٰ کیا ہے کہ

"سلطانی دربار میں مردودہ اور مردہ اربعین کو پھر مسترد کیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ اربعین میں جو مصنف پر فتویٰ لگایا گیا ہے یہ صحیح نہیں"

کہاں تک صحیح ہے اور کہاں تک اس دعویٰ میں صداقت و دیانت سے کام لیا گیا ہے۔

خلاصہ خط

"اما الاخ ثناء اللہ فھو مخطی بما فصل واللہ بما اجرم .... اما ما ذکرہ عن لسان الامام ایدہ اللہ فلا اصل لہ ولا فصل بل افتراء واختلاق ولم یختلف العلماء بتاثیمہ بما کتب بل اختلافھم کان فی ان من یقول بھذا ھل یخرج عن الملۃ الاسلامیۃ ویحکم بارتدادہ وکفرہ ام ماذا؟ الاختلاف فی العقوبۃ لا فی صحۃ ما کتبہ او خطأہ وفسادہ فکون ھذا الاعتقاد فاسد مغایر لاعتقاد جمھور السلف ومنافیا الاحکام الکتاب والسنۃ امر لا خلاف فیہ متفق علیہ بین الجمیع"

(اس کا) بھائی ثناء اللہ کا سوء اپنے جرائم کی وجہ سے بموجب فیصلہ سلطانی غلط رو اور خطا کار ہے، اور جو اسنے حضرت امام عبد العزیز بن سعود ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف نسبت کر کے ذکر کیا ہے اسکے لئے کوئی اصل نہیں بلکہ وہ محض افترا اور بہتان ہے، مولوی ثناء اللہ صاحب کی تصنیفات کی بنا پر علماء نے بغیر کسی اختلاف کے ان کو مجرم قرار دیا، اس اختلاف یہ تھا کہ آیا ان کے معتقدات کی وجہ سے ان پر کفر اور ارتداد کا فتویٰ دیا جائے یا کیا؟ اختلاف صحت و بطلان کے متعلق نہ تھا بلکہ ان کے لئے سزا تجویز کرنے میں تھا، ان کے اعتقاد باطل ہونے اور تمام سلف کے عقیدہ اور کتاب سنت کے خلاف ہونے میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ تمام علماء کے نزدیک یہ ایک متفق علیہ حقیقت ہے"

یہ خط ہمارے پاس موجود ہے جو صاحب چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ کی کذب بیانی

فیصلہ سلطانی نہ ماننے کیلئے حیلہ تراشی

مدعی یا مستغیث کون تھا؟ ارلعبین کس نے پیش کی؟ مسئلہ استوٰی علی العرش کا ذ

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ملحدانہ اور معتزلانہ عقائد کی بنا پر دربار سلطانی سے فیصلہ صادر ہوا، مولوی صاحب موصوف کو عقائد باطلہ سے رجوع کرنے کے لئے سلطان نے حکم دیا، لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے روایتی انکار اور تاریخی ضد، ہٹ دھرمی، تکبر اور انانیت کی وجہ سے حضرت امام کے حکم ماننے سے انکار کردیا، نہ صرف انکار ہی کیا بلکہ "اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" آپ نے عظمۃ السلطان پر اعتراض کرنے شروع کردیئے کہ توبہ یا رجوع کے لئے جو مسودہ پیش کیا وہ خلاف قانون اور خلاف شریعت اور ناقابل قبول تھا، چنانچہ آپ ایک دو ورقی اشتہار میں فرماتے ہیں:-

"میں صاحب نے اسلئے دستخط نہیں کئے تھے کہ مدعی (عبد العزیز) نے دربار سلطانی میں مجھ پر جو دعوے اربعین کی صورت میں پیش کیا تھا اس دعویٰ (اربعین) میں مسئلہ استواء مذکور نہیں ہے اس لئے دعویٰ سے زائد بات کو میں سننا نہیں چاہتا کجا یہ کہ اسپر دستخط کرتا"

اس تحریر میں بھی مولوی ثناء اللہ صاحب نے پوری عیاری اور دجل سے کام لے کر بہت بڑی غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ اس کو بھی صاف کردیں کہ (۱) ہم میں سے مدعی یا مستغیث کون تھا؟ (۲) اربعین کس نے پیش کی؟ (۳) کیا واقعی عظمۃ السلطان نے مولوی صاحب موصوف کو کسی بے قاعدہ یا خلاف شریعت فیصلہ پر عمل کرنے یا پابند ہونے کا حکم دیا؟

پہلے اور دوسرے سوال کا جواب ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر سے دیتے ہیں اور تمام انصاف پسند حضرات سے امید کرتے ہیں کہ وہ اسپر پوری توجہ فرمائینگے۔

مدعی یا مستغیث مولوی ثناء اللہ صاحب تھے

اخبار اہلحدیث ۸ر اکتوبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۳ میں "سلطانی دربار میں گفتگو" کے عنوان سے جو واقعات قلمبند کئے گئے یہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب کے اپنے لکھے ہوئے ہیں، اس مضمون میں مولوی صاحب موصوف نے سب سے پہلے سلطان المعظم کے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کئے ہیں:-

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ برادران اہلحدیث ہند میں کچھ اختلاف ہے اسلئے میں نے آپ لوگوں کو بلایا ہے"

بکہ باہمی مصالحت ہو جائے"

کے بعد جو گفتگو ہوئی ہے اس میں سب سے پہلے جو چیز نمایاں طور پر نظر آتی ہے وہ یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ "کیا مجھے اجازت ہے کہ میں کچھ عرض کروں" عظمۃ السلطان نے فرمایا "ہاں" اس کے بعد مولوی صاحب موصوف نے کھڑے ہو کر ایک تحریر پڑھی۔ یہ تحریر عربی زبان میں ہے۔ یہ تحریر اور اسکا ترجمہ اخبار اہلحدیث کے دو کالموں میں لکھی گئی ہے ہم اسکو بخوف طوالت مضمون نہیں لکھ سکتے لیکن ان تمام حضرات سے درخواست کرتے ہیں جنکے پاس اخبار اہلحدیث موجود ہے کہ اسکی تحریر پر نظر ڈال لیں اس سے معلوم ہو جائیگا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس تحریر کو کھڑے ہو کر ایک مستغیث اور مدعی کی حیثیت میں پڑھا اور یہی ظاہر کیا کہ میں بہت سی تصنیفات کا مصنف ہوں، میری تفسیر (تفسیر القرآن بکلام الرحمان) پر میرے بھائیوں نے تعاقب کیا اور ایک رسالہ اربعین اسکے رد میں لکھا اور مجھ پر فتویٰ لگایا کہ میں اہلحدیث سے خارج ہوں، حالانکہ اللہ کو معلوم ہے کہ میں قرآن اور حدیث پر محدثین سلف کی طرح ایمان رکھتا ہوں" اس تحریر کے بعد مولوی صاحب موصوف نے سلسلہ تقریر کو جاری کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"میرے بھائیوں نے جو جو الزام مجھ پر لگائے ہیں ان کا خلاصہ ان کے الفاظ میں یہ ہے (اربعین دکھا کر) کہ میں نسخ کا قائل نہیں معجزات اور کرامات کا منکر ہوں تقدیر اور عرش سے انکاری ہوں وغیرہ" (اہلحدیث ۸ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

اس مضمون کے دیکھنے کے بعد یہ امور بالکل صاف اور منقح ہو جاتے ہیں:-

(ا) سب سے پہلے مولوی ثناء اللہ صاحب نے تحریر پڑھی اور تقریر کی۔

(ب) اسوقت تک مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی نے کوئی تحریر یا تقریر نہیں کی۔

(ج) مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تحریر میں اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کیا اور اربعین شائع کرنے والوں کے خلاف یہ استغاثہ دائر کیا کہ انہوں نے مجھ ناکردہ گناہ پر الزام لگایا ہے کہ میں اہلحدیث کا مسلک چھوڑ بیٹھا ہوں۔

(د) مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے دعویٰ یا استغاثہ کی تقویت اور تائید کیلئے بطور شہادت اربعین کو پیش کیا اور صفحہ ۲۴ اربعین کا دکھا کر کہا دیکھئے یہ مجھ پر الزامات لگائے گئے ہیں۔

* یہ الفاظ خطوط وحدانی کے اندر جو دکھلائے گئے ہیں ہماری طرف سے نہیں ہیں بلکہ اخبار اہلحدیث میں اسیطرح مولوی صاحب موصوف نے لکھے ہیں۔

اربعین کس نے پیش کی؟

ان امور کے منقح ہو جانے کے بعد کیا اس میں کچھ بھی شبہ باقی رہتا ہے کہ جیسے سب سے پہلے مدعی اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے اسی طرح مولوی ثناء اللہ نے اپنا دعویٰ پیش کیا کہ میں بے گناہ ہوں اور اربعین والوں نے مجھ ناکردہ گناہ پر تعدی اور زیادتی کی مجھ پر الزامات لگائے۔ مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی نے کوئی دعویٰ نہیں پیش کیا بلکہ مدعی علیہ اور مجیب کی حیثیت میں تھے۔

"اربعین" کو مولانا عبد الواحد صاحب نے نہیں بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے پیش کیا اور اپنے دعویٰ کی تائید اور استغاثہ کی شہادت میں پیش کیا کہ فریق ثانی یا مدعی علیہ کے جن الزامات کا ذکر کرتا ہوں وہ اربعین کے صفحہ ۴ پر موجود ہیں۔ اس کے ساتھ اربعین کی عربی عبارت بھی نقل کرتے ہیں:۔

لایقر بالناسخ والمنسوخ والتقدیر والمعجزات والکرامات علی وجہہا وکذلک صفات اللہ تعالیٰ والنظر الی وجہ اللہ یوم القیٰمۃ والمیزان والعرش واللوح المحفوظ وغیرہ (اربعین ص۴) ۔ (اہل حدیث ۸ ۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء ص۳)

مولوی ثناء اللہ نہ تو ناسخ و منسوخ اور تقدیر کا قائل ہے اور نہ معجزات و کرامات کو صحیح معنوں میں مانتا ہے اور اس طرح صفات الٰہی کو بھی صحیح معنوں میں نہیں مانتا، نہ قیامت کے دن دیدار الٰہی کا قائل ہے نہ لوح محفوظ، میزان اور نہ عرش کا قائل ہے

(یہ ترجمہ ہم نے عام ناظرین کی تفہیم کے لئے کیا) ۔

اس عبارت کے پیش ہو جانے کے بعد مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی پر لازم تھا کہ بحیثیت مدعی علیہ جواب دیں اور اپنی بریت کا ثبوت دیں کہ ہم نے الزام نہیں لگایا بلکہ واقعی مولوی ثناء اللہ صاحب نے ویسی ہی تفسیر کی ہے۔ اور حضرت امام کو یہ حق حاصل تھا کہ ان مسائل میں سے جس مسئلہ کو چاہیں الاہم فالاہم کے مطابق پہلے بحث میں لائیں۔ چنانچہ انکار عرش پر بموجب حکم حضرت امام گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی مدعی علیہ کی طرف سے بغرض اظہار براءت جواب دیا گیا کہ ہم نے الزام نہیں لگایا بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تفسیر القرآن بکلام الرحمان ص۱۷۴ میں آیۂ کریمہ

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ کی تفسیر میں لکھا ہے:۔

حمل الثمانیۃ کنایۃ عن عظمۃ کبریائہ لقولہ تعالیٰ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار اور ص۲۰۶ میں آیۂ کریمہ وکان عرشہ علی الماء کی تفسیر میں لکھتے ہیں

ای حکومتہ قبل خلق السماء والارض اور اسی طرح سورہ مومن صفحہ ۳۹۲ میں

ذوالعرش کی تفسیر مالک الملک سے کرتے ہیں۔

اس کی تائید قاضی القضاۃ نے بھی کی اور حضرت امام کی توجہ مولوی ثناء اللہ کی تفسیر عربی کی طرف دلائی کہ جہاں مولوی صاحب موصوف نے آیت " ثم استوی علی العرش " کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے " ای نفذ احکامہ علی ما خلق ودبر امرہ " اور حاشیہ میں لکھتے ہیں استواء علی العرش کنایۃ عن تنفیذ الاحکام ۔ اس آیت میں مولوی صاحب موصوف نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت استواء علی العرش کا بھی انکار کیا ہے اور عرش کے وجود کا بھی انکار ہے کیونکہ آپ نے آیت ثم استوی علی العرش کا معنے یہ کیا ہے " اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پر احکام نافذ کئے " حاشیہ تفسیر میں اس کی مزید تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لفظ استوی علی العرش بطور کنایہ کے استعمال کیا گیا ہے ۔ مقصد اس سے صرف احکامات کا نافذ کرنا ہے ۔ جس کا معنے صاف یہ ہے کہ نہ عرش ہے اور نہ استواء عرش بلکہ اجراء احکام یا تنفیذ احکام کے لئے ایک تمثیل ہے اور بس ۔ کیونکہ اہل علم جانتے ہیں کہ عربی زبان میں جب کسی فیاض و سخی کو " طویل الید " (لمبے ہاتھ والا) کہا جاتا ہے تو اس کا معنے یہ نہیں ہوتا کہ وہ لمبے قد اور لمبے ہاتھوں کا ہے بلکہ اس کی جودت و سخاوت کیلئے ایک تمثیل اور عمدہ تخیل ہوتا ہے چاہے وہ کتنا پست قد اور چھوٹے ہاتھ کا کیوں نہ ہو لیکن اس کی فیاضی اور سخاوت کی وجہ سے اسکو لمبے ہاتھ والا (طویل الید) کہا جاتا ہے ۔ اسی طرح یہاں بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر کے مطابق جبکہ استواء علی العرش کنایہ ہے اجراء احکام اور تدبیر امور سے تو ظاہر ہے کہ استواء اور عرش دونوں الفاظ محض بطور استعارہ کے ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

پس اس تفسیر کے بعد کیا حقیقت بے نقاب نہیں ہو جاتی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب محدثین کے مسلک کے خلاف نہ تو اللہ تعالیٰ کی صفت استواء علی العرش کو اور نہ عرش کو صحیح معنوں میں مانتے ہیں ۔ اور اس حقیقت کے بے نقاب ہو جانے کے بعد کیا حضرت امام یا قاضی القضاۃ کو حق حاصل نہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی پیش کردہ عبارت اربعین صفحہ ۴ (مذکورہ بالا) کی بنا پر ان سے کہیں کہ یہ الزام نہیں بلکہ یہ اعتراض صحیح ہے کہ تم عرش اور صفت الٰہی استواء علی العرش کو صحیح معنوں میں نہیں مانتے اسلئے تم اس عقیدہ سے اور علاوہ ازیں ان تمام عقائد سے رجوع کرو جو مسلک اہل حدیث اور مسلک اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں ، ہم کہتے ہیں اور ہر ایک صاحب بصیرت

ہمارے ساتھ اتفاق کریگا کہ بے شک ان کو یہ حق حاصل تھا کہ اربعین صلا کی مذکورہ بالا عبارت کے پیش ہو جانے اور اسکے صحیح ثابت ہو جانے کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کو ایسے مناسب طریق پر حکم دیں کہ جس سے عرش اور اللہ تعالیٰ کی صفت استوا علی العرش کا بھی اقرار ہو جائے کیونکہ آخر صفحہ ۴ کی مذکورہ بالا عبارت میں یہ لفظ بھی موجود ہیں " وکذا صفات اللہ تعالیٰ " اور یہی کی یہی صورت مناسب بلکہ انسب تھی جو قاضی القضاۃ نے حضرت امام کے حکم سے اختیار کی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب استوی علی العرش میں محدثین کے مسلک کیطرف رجوع کریں کیونکہ اس میں عرش کا بھی اقرار آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت استوی علی العرش کا بھی صحیح معنوں میں اقرار ہو جاتا ہے

مولوی ثناء اللہ کی مجرمانہ خیانت

مولوی صاحب موصوف نے جس وقت دیکھا کہ فیصلہ سلطانی ان کی منشاء کے خلاف ہے اور انکی مزعومہ عزت و شہرت پر اس سے حرف آتا ہے تو آپ نے حسب عادت حق کو ٹھکراتے ہوئے مجرمانہ انانیت کا اظہار کیا اور قاضی القضاۃ کے "مسودۂ فیصلہ" پر اعتراض کرنا شروع کر دیا کہ مسئلہ استوی علی العرش کا اربعین سے کوئی تعلق نہیں اور اپنی باطل پرستی اور حق کشی کو ثابت کرنیکے لئے اربعین عربی صفحہ ۴ کا حوالہ لکھتے ہوئے جب اس کا اردو میں ترجمہ اہلحدیث ۸ اکتوبر ۱۹۲۶ء میں لکھتے ہیں تو معجزات، کرامات، تقدیر اور عرش کا انکار تو لکھ دیتے ہیں لیکن صفات الٰہی سے انکار کا لفظ کھا جاتے ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ اس لفظ کے بعد "مسودۂ فیصلہ" پر یہ اعتراض کہ استوا علی العرش کو اربعین سے تعلق نہیں بالکل غلط اور بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ استوی علی العرش بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے محدثین اور معتزلہ کے درمیان اس مسئلہ میں بہت اختلاف رہا، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محدثین کرام کوہ ہمالیہ کی چوٹی کی طرح اپنے عقیدہ پر پورے عزم و استقلال کے ساتھ قائم رہے۔

دوسری خیانت

مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ دکھلانے کے لئے کہ عظمۃ السلطان یا قاضی القضاۃ شیخ عبداللہ بن بلیہد کو اگر اعتراض تھا تو صرف مسئلہ استوی علی العرش میں تھا اور باقی کسی چیز میں اختلاف یا اعتراض نہ تھا شدید ترین خیانت کی ہے کیونکہ قاضی القضاۃ نے جو توبہ نامہ ان کے سامنے پیش کیا اور جسپر انہوں نے دستخط نہیں کئے اس میں مسئلہ استوا کے علاوہ اور اغلاط کا بھی ذکر تھا جسے مولوی ثناء اللہ نے خیانۃ

ذکر نہیں کیا۔ ہاں اخبار اہلحدیث ۸ر اکتوبر ۱۹۲۶ء میں ایک تحریر کو قاضی عبداللہ بن بلیہد کیطرف منسوب کرکے اسکا خلاصہ لکھتے ہیں جسمیں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انہیں مولوی ثناءاللہ سے صرف مسئلہ استویٰ علی العرش میں اختلاف ہے اس تحریر کے متعلق سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ تحریر واقعی قاضی القضاۃ کی ہے یا کسی اور کی اسکے بعد پھر یہ دیکھنا ہے کہ آیا واقعی اس تحریر میں صرف مسئلہ استویٰ علی العرش کا ذکر ہے؟

ہم پورے وثوق اور ادّعا کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ جس تحریر کو مولوی ثناءاللہ صاحب پیش کر رہے ہیں اس پر نہ قاضی القضاۃ کے اور نہ کسی اور صاحب کے دستخط ہیں۔ وہ بالکل ایک غیر مصدقہ اور مہمل تحریر ہے اور کسی طرح قابل قبول نہیں اور "فیصلہ مکہ" میں قاضی القضاۃ کی جو تحریر شائع ہوئی ہے اسپر قاضی القضاۃ کے دستخط اور محکمہ عدالت عالیہ حکومت نجد و حجاز کی مہر ثبت ہے؟

پس ایسی مصدقہ دستاویز کے مقابلہ میں ایک مجہول تحریر کا پیش کرنا سراسر انصاف اور دیانتداری کے خلاف ہے؟ چونکہ یہ تحریر کسی حیثیت سے بھی قابل اعتبار نہیں اسلئے اسکے مضمون سے بحث کرنا وقت کا ضائع کرنا ہے؟

اربعین کی اشاعت

مولوی ثناءاللہ صاحب نے اہلحدیث ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء میں اور دورقی اشتہار میں یہ اثر ناظرین کے قلوب و اذہان پر ڈالنا چاہا ہے کہ مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی نے اربعین کی شکل میں دربار سلطانی کے سامنے دعویٰ پیش کیا اور اسپر ایک عمارت کھڑی کر دی جس کی گذشتہ صفحات میں ہمنے اینٹ سے اینٹ بجادی ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ بحث کے اس حصہ کو بھی نمایاں طور پر واضح کر دیں کہ اربعین کا شائع کرنا اور اسکے ایک نسخہ کا عظمۃ السلطان کے پاس موجود ہونا قطعًا اسکے مرادف نہیں کہ وہ ایک قسم کا دعوٰی ہے جو دربار سلطانی میں پیش کیا گیا بلکہ اربعین ایک فتوٰی ہے جو مولوی ثناءاللہ صاحب کے خلاف ہندوستان کے اکابر علماء کی طرف سے صادر ہو چکا ہے؟

ہمنے بعض فتنوں کی روک تھام کیلئے اس کی اشاعت نجد و حجاز میں بھی ضروری سمجھی اسلئے اسے عربی میں ترجمہ کر کے وہاں شائع کیا گیا۔ اور اسی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت امام علماء نجد و حجاز اور علماء مصر وغیرہ کو بھی اربعین دیگئی۔ لیکن اربعین کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کرنے اور مختلف علماء اور ذی اثر حضرات کے پاس اسکے پہنچا دینے کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ وہ ایک دعوٰی ہے جو ان تمام حضرات کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے "حاشا و کلا" کس قدر مضحکہ خیز استدلال اور مکر و فریب کا کس قدر کریہ منظر ہے جسے مولوی ثناءاللہ صاحب پیش کر رہے ہیں؟

مسئلہ استوی علی العرش

کے متعلق "فیصلہ مکہ" میں ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں، اس میں شاہ ولی اللہ صاحب کے مسلک کو خاص طور پر دکھلایا ہے کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب شاہ صاحب کے نام سے عام طور پر مغالطہ دیا کرتے تھے، یہاں پر صرف امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات کے ایک حوالہ کے متعلق ہم بحث کرینگے جسے مولوی ثناء اللہ نے پیش کیا ہے۔ باقی تفصیل ایک مستقل رسالہ پر ملتوی کرتے ہیں جو عنقریب انشاء اللہ شائع ہوگا وبالله التوفیق۔

مولوی ثناء اللہ کا پیش کردہ حوالہ

"وفیما کتب الی الاستاذ ابو منصور ان کثیرا من متاخری اصحابنا ذھبوا الی ان الاستواء ھو القھر والغلبة ومعناہ ان الرحمٰن غلب العرش وقھرہ. کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص۲۹۳۔ استاد ابو منصور نے میری طرف یہ لکھا کہ بہت سے متاخرین شافعیہ کا یہ خیال ہے کہ استواء سے مراد قہر اور غلبہ ہے اور آیت ثم استوی علی العرش کا معنے یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر غالب ہے۔"

افسوس کہ اس میں بھی مولوی ثناء اللہ صاحب نے دیانت کشی اور باطل پرستی کا بہت بڑا ثبوت پیش کیا ہے اس حوالہ سے پہلے جو کچھ امام بیہقی نے لکھا یا اس کے بعد لکھا ان تمام عبارات کو چھوڑ کر یہ حوالہ پیش کر کے جماعت کو مغالطہ دینے کی کوشش کی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس حوالہ سے پہلے اور بعد کے عبارتوں کے اقتباسات پیش کردیں۔ امام بیہقی نے سب سے پہلے اس مسئلہ پر قرآن مجید کی وہ آیات پیش کیں جنہیں استوی علی العرش کا ذکر ہے اسکے بعد **ابو رزین العقیلی** کی وہ مشہور حدیث پیش کی جسکا آخری حصہ یہ ہے "ثم خلق العرش ثم استوی علیہ" اسکے بعد فرماتے ہیں:۔

"فلما الاستواء فالمتقدمون من اصحابنا رضی اللہ عنھم کانوا لا یفسرونہ ولا یتکلمون فیہ کنحو مذھبھم فی امثال ذلک"

اللہ تعالیٰ کی صفت استوا کے متعلق ہمارے تمام متقدمین کا یہی مسلک تھا کہ وہ اس کی تاویل و تفسیر یا غور و خوض نہیں کرتے تھے اور یہی مسلک ان کا تمام صفات باریتعالیٰ کے متعلق تھا۔

پھر اسکے بعد امام اوزاعی کا یہ قول نقل کرتے ہیں:۔

"یقول کنا والتابعون متوافرون نقول ان اللہ تعالیٰ ذکرہ فوق عرشہ ونؤمن بما وردت السنة من صفاتہ جل وعلا" ہم اور تمام تابعین یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر بلا چون وچرا ایمان رکھتے ہیں۔"

پھر اسکے بعد امام مالکؒ کا مسئلہ استواء کے متعلق ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ امام مالکؒ کے پاس ایک شخص آیا اور اسنے دریافت کیا آیت "ثم استوٰی علی العرش" میں استوٰی کیا چیز ہے اور اسکی کیا کیفیت ہے؟ اس سوال کا سننا تھا کہ امام مالکؒ پر ایک سکتہ سا طاری ہو گیا اور آپ پسینہ پسینہ ہو گئے اور فرمایا:-

"الرحمٰن علی العرش استوٰی کما وصف نفسہ ولا یقال کیف وکیف وانت رجل سوء صاحب بدعۃ اخرجوہ قال فاخرج الرجل (وفی روایۃ یحیی بن یحیی) قال الاستواء غیر مجھول والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ وما اراک الا مبتدعا"

اللہ تعالیٰ عرش پر بلند ہوا جیسا اس نے بیان کیا اسپر ہمارا ایمان ہے اس میں سوال کرنا کہ کس طرح عرش کے اوپر ہے جائز نہیں اور اس سائل کو کہا تو بدعتی ہے۔ لوگوں سے کہا اس کو میری مجلس سے نکالدو چنانچہ وہ نکالا گیا (دوسری روایت میں ہے) کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی صفت استوٰی معلوم ہے لیکن اسکی کیفیت معلوم کرنا ہماری عقل سے باہر ہے اور استوٰی پر ایمان لانا واجب ہے اور کیفیت استواء کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے اور تو مجھے بدعتی معلوم ہوتا ہے"

یہ ہے محدثین کا مسلک اور یہ تھی ائمہ اہل حدیث کی اللہ اور اسکی ذات وصفات کے لئے غیرت و حمیت۔ جو آج ایک حد تک مفقود ہے۔ "فلیبک علی الاسلام من کان باکیا" امام بیہقی نے اس سلسلہ میں اور بھی ائمہ الحدیث کے اقوال نقل کئے ہیں آخر میں فرماتے ہیں:-

"والاثار عن السلف فی مثل ھذا کثیرۃ وعلی ھذہ الطریقۃ یدل مذھب الشافعی۔ وَ والیھا ذھب احمد بن حنبل"

اور اس مضمون کی بہت سی روایات سلف صالحین سے ثابت ہیں اور یہی امام شافعیؒ اور امام احمد کا مذہب ہے"

امام بیہقی نے آیات واحادیث' آثار سلف' اقوال ائمہ حدیث کے بعد متاخرین شافعیہ کا ایک قول نقل کیا ہے جسکو مولوی ثناء اللہ صاحب پیش کرتے ہیں اور جسنے اسکو اوپر نقل کر دیا ہے کہ استواء بمعنے قہر اور غلبہ کے ہے اور آیت "ثم استوٰی علی العرش" کا معنے ہے کہ اللہ تعالےٰ عرش پر غالب ہوا۔ اسکے بعد امام بیہقی فرماتے ہیں:-

"ولیس ذلک فی الایۃ بمعنے الاستیلاء لان الاستیلاء غلبۃ مع توقع ضعف"

آیت کریمہ میں لفظ "استوٰی" بمعنے استیلاء نہیں ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں استیلاء اس غلبہ کو

کہتے ہیں جس میں ضعف وکمزوری کا احتمال موجود ہو۔

جس کی مختصر تشریح یہ ہے کہ استویٰ بمعنے استولیٰ یعنے قہر وغلبہ کے اگرچہ عربی زبان میں مستعمل ہے۔ لیکن آیت ثم استویٰ علے العرش میں یہ معنے صحیح نہیں کیونکہ استویٰ بمعنے قہر وغلبہ یا استیلاء کے اسوقت استعمال کیا جاتا ہے جبکہ کمزوری اور درماندگی کے بعد غلبہ حاصل ہو اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ کو ضعف وکمزوری کے بعد عرش پر غلبہ حاصل ہوا ہو اسلئے آیہ کریمہ کا یہ معنی کہ "اللہ تعالیٰ کو عرش پر غلبہ حاصل ہوا" قطعاً غلط ہے۔ پس امام بیہقی نے جو کچھ اس سلسلہ میں فرمایا ہے اسکو بالتفصیل دیکھ لینے کے بعد کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ امام بیہقی کا وہی مسلک ہے جو مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

متاخرین مقلدین اور اہلحدیث

ہاں یہ صحیح ہے کہ بعض متاخرین شافعیہ اور متاخرین حنفیہ نے صفت استوا میں تاویل کی ہے لیکن اسی طرح اگر اہلحدیث حضرات نے متاخرین مقلدین وہ شافعی ہوں یا حنفی کے اقوال کا سہارا تلاش کرنا شروع کر دیا تو پھر مذہب اہلحدیث کا خدا ہی حافظ ہے۔ پھر بہت سی بدعات جائز بلکہ مستحسن اور موجب ثواب ثابت ہو جائیں گی۔ یہ قبوں اور گنبدوں کا بنانا، مشائخ اور صلحائے امت کی قبور کیطرف سفر کر کے جانا، انبیاء اور صلحاء کے نام سے توسل حاصل کرنا، اہل قبور سے روحانی فیوض کا حاصل کرنا اور بہت سی بدعات سب جائز ہو جائیں گی ان لوگوں کو شرم کرنی چاہیئے جو اپنے آپ کو اہلحدیث بلکہ سردار اہلحدیث کہتے ہیں اور تقریروں میں جب مذہب اہل حدیث بیان کرتے ہیں تو حدیث نبوی کی تشریح کرتے ہوئے خاص طور پر لکڑی کی چپٹی بنا کر دکھلاتے ہیں کہ یہ سیدھی چپٹی مذہب اہلحدیث ہے۔ جو صحابہ کرام تابعین ائمہ دین کے وقت سے برابر چلا آتا ہے اور یہ ٹیڑھی چپٹیاں دوسرے فرقے والے ہیں جو اسلام کے عہد مبارک اور صدر اول کے بعد ظاہر ہوئے لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو وہی لوگ صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کا مسلک چھوڑ چھاڑ کہیں متکلمین کی خوشہ چینی کرتے ہیں، کہیں معتزلہ، جہمیہ کی تقلید کرتے ہیں اور کہیں متاخرین مقلدین کے در پر کاسہ گدائی لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ شرم! شرم!! شرم!!!

اور ہم انہیں اگر انہی کے وعظ کی طرف دعوت دیتے ہیں کہ آؤ صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کے مسلک کو قبول کرو اور عمل کر کے دکھلاؤ تو پھر ہم پر کیچڑ پھینکا جاتا ہے۔ ذاتیات پر اتر آتے ہیں پھر نہ صرف ہمیں بلکہ خاندان غزنویہ کے بزرگوں، زندوں اور مُردوں پر حملے کئے جاتے ہیں اور اسطرح اپنی شرافت، تہذیب اور علمی قابلیت کے مظاہرے کئے جاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس!

ہم نہیں سمجھتے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب محدثین کے مسلک کو چھوڑ کر سلف کے عقائد سے

بے نیاز ہو کر جبکہ معتزلہ، جہمیہ، متکلمین اور متاخرین مقلدین کی خوشہ چینی میں اپنے دل کی تسکین پاتے ہیں پھر وہ جماعت اہل حدیث کو چھوڑ کر کیوں نہیں متکلمین اور مقلدین میں شامل ہو جاتے ہیں؟ اور کیوں اس طرح جماعت اہل حدیث کی تفریق و اختلاف اور تباہی کے موجب بن رہے ہیں؟؟

جماعت اہل حدیث سے اپیل

اللہ کی ذات اور پاکیزہ صفات اور اس کی عظمت و کبریائی کا واسطہ دیکر جماعت سے ہم اپیل کرتے ہیں کہ اللہ کے دین کی حفاظت و صیانت کے لئے کمربستہ ہو جاؤ، اللہ کے دین میں کسی قسم کی مداہنت کو ظاہر نہ کرو، دوستی، رشتہ داری، برادری اور پارٹی کی جتھہ بندیوں سے بالاتر ہو کر انصاف اور صرف انصاف کو سامنے رکھو:

یاایها الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء لله ولو علىٰ انفسکم او الوالدین والاقربین

دیکھو کہ کون عہد مبارک صدر اوّل کا اسلام ہر قسم کی بدعات و ضلالات سے پاک اسلام پیش کر رہا ہے؟ کون صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کے مسلک و مشرب کی اشاعت کر رہا ہے؟ اور کون متکلمین اور معتزلہ و جہمیہ کے مسلک کو مذہب اہلحدیث کا لباس پہنا کر پیش کر رہا ہے؟ کون اللہ تعالیٰ کی صفات اور انبیاء کرام کے معجزات کے بیان کرنے میں صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کے مسلک کو چھوڑ کر متکلمین اور معتزلہ کی تاویلات و تحریفات کو جماعت اہل حدیث میں رائج کر رہا ہے اور شائع کر رہا ہے؟

کیا اس ہولناک مصیبت کے تصور سے تمہارے بدن کے رونگٹے نہیں کھڑے ہو جاتے کہ اگر اس قسم کے معتزلانہ خیالات و عقائد کی اشاعت بغیر کسی انکار و ملامت کے جماعت اہل حدیث میں ہوتی رہی اور ایک اہلحدیث عالم کے نام سے اس قسم کی تصنیفات و تالیفات کا ذخیرہ جماعت میں شائع ہوتا رہا اور تمہاری طرف سے جماعتی حیثیت میں کوئی احتساب کوئی ملامت کوئی انکار نہ ہوا تو تمہاری آنے والی نسل کی اعتقادی اور مذہبی زندگی پر کیا اثر پڑیگا؟؟

اگر تم اس وقت اس کا تصور نہیں کر سکتے تو جاؤ خواجہ اجمیری اور شرف الدین بہاری نظام الدین دہلوی، پیران کلیر، اور پاک پتن کے مزارات پر جا کر دیکھو کہ آج حنفیت کے نام پر حنفی کیا کر رہے ہیں۔ یاد رکھو کہ اگر آج تم نے مذہب اہلحدیث میں کسی قسم کی مداہنت کو روا رکھا تو کل یہی سب کچھ جماعت اہلحدیث میں ہوگا اور مذہب اہلحدیث کے نام سے ہوگا، اور پھر یاد رکھو کہ اس ساری بدعقیدگی اور لامذہبی کی ذمہ داری تم پر ہوگی جنہوں نے وقت پر اس فتنہ کو روکا نہیں اور جنہوں نے روکنے کی کوشش کی ان کے منہ میں لگام دیتے رہے!

پس اس سے پہلے کہ پانی سر سے گذر جائے، اس سے پہلے کہ بدعقیدگی کی وبا جماعت میں پھیلے

اس سے پہلے کہ تمہارے بزرگوں کی کوششیں خاک میں ملجائیں، وقت کی نزاکت اور اہمیت کو پہچانو، پوری سختی کے ساتھ مولوی ثناء اللہ صاحب سے مطالبہ کرو کہ یا تو وہ صحابہ کرام اور محدثین کے مسلک کے مطابق اپنے خیالات وعقائد میں اصلاح کریں اور یا وہ جماعت اہلحدیث کو چھوڑ دیں اور اپنے لئے کوئی اور میدان تلاش کریں کوئی اور جماعت تیار کرلیں جو متکلمین اور معتزلہ کے خیالات کی اشاعت کرے۔ لیکن جماعت اہلحدیث پر رحم کریں۔ اور اسکو اختلاف وتشتت سے بچائیں؛

من انصاری الی اللہ

کون ہے جو اس عاجزانہ اور دردمندانہ صدا کو سنے؟ کون ہے جو اللہ کے دین کی حفاظت اور صیانت کے لئے مردانہ وار آگے بڑھے؟ کون ہے جو دوستی، برادری، رشتہ داری اور پارٹی بازی سے بالاتر ہوکر ملامت گران بے درد کی ملامت سے بے پروا ہوکر محدثین کرام کے مسلک و مشرب کو محفوظ رکھنے اور آنے والی نسلوں کو ملحدانہ خیالات کی ہلاکت آفرینیوں سے بچانے کے لئے اولوالعزمی کا ثبوت دیکر اللہ کے دین کے انصار میں داخل ہو۔

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب

خلط مبحث کی کوشش

ہم اس چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب خلط مبحث کے لئے ذاتی جھگڑوں اور ذاتی حملوں میں ناظرین اہلحدیث کو مشغول کرکے اصل مبحث کو نظروں سے دور کرکے غیر متعلق امور میں وقت صرف کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے عقائد اور ان کی تفسیر کے متعلق جو فیصلہ مکہ مکرمہ میں ہوا ہے وہ جماعت کے سامنے نہ آئے، لیکن ہم ان کو کامیاب نہ ہونے دینگے اور اصل مبحث کو کبھی خلط نہ ہونے دینگے اور ہماری جماعت کے معزز اراکین کی طرف مولوی ثناء اللہ صاحب نے جن کذب بیانیوں کو منسوب کیا ہے ان کی حقیقت اگرچہ اس تحریر سے آشکارا ہوجاتی ہے لیکن ہم بالتفصیل اسکو علیحدہ شائع کرینگے تاکہ خلط مبحث نہ ہو۔ یہاں پر صرف مختصراً عرض کردینا چاہتے ہیں کہ غلط فہمی کا کسی کو موقعہ نہ ملے؛

قانون اسلحہ کا نفاذ

ہمنے فیصلہ مکہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی حجازی حکومت کی وفاداری کے سلسلہ میں یہ دکھلایا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو جماعت اہل حدیث کے نمائندے بنکر موتمر عالم اسلام میں شامل ہوئے، لیکن وہاں انہوں نے جماعت کی صاف وصریح پالیسی کو نظر انداز کرکے علی برادران جیسے مفسدہ پرداز اور اشرار کی تائید کی اور اس طرح ایک طرف جماعت اہل حدیث کی غلط

نمائندگی کی اور دوسری طرف ایک موحد سلطان کی غداری کی اور اسکی مشکلات میں اضافہ کیا۔

حکومت حجاز نے عظمۃ السلطان امام ابن سعود کے قتل کی سازش کا کئی بار سُراغ نکالا ور کئی باغی گرفتار بھی کیئے، حج کے موقعہ پر مصریوں نے بے گناہ نجدی حاجیوں پر فائر کئے اور ۵ کے قریب شہید کر دیئے، آئندہ موسم حج پر عام انقلاب کی سازشیں ہو رہی تھیں۔ محمد علی شوکت علی علانیہ حرم مکہ میں اور عام بازاروں میں حجازیوں کو بغاوت کی تلقین کر رہے تھے۔ ن مفاسد اور خطرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت حجاز کے نمائندوں نے جب قانون اسلحہ کا مسودہ پیش کیا تو محمد علی شوکت علی نے تو مخالفت کرنی ہی تھی کیونکہ وہ تو چاہتے یں کہ کسی نہ کسی طرح حجاز میں انقلاب پیدا کر دیا جائے، لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی انکی تائید کی اور اس طرح حکومت حجاز کے نمائندوں کی تجویز کو مسترد کر دیا اور اسکو آپ اپنی قابلیت اور سیاست دانی بتا کر ناظرین اہلحدیث کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب سیاست دان فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ کس کی طرف سے یہ تجویز پیش ہوئی، لیکن ہم سیاست دان صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ اس سے کیا غرض کہ کس نے یہ تجویز پیش کی اتنا تو معلوم تھا اور دیکھ اور سن رہے تھے کہ نجدی و حجازی نمائندے قانون اسلحہ کے نفاذ کے حق میں تھے اور اشرار ہند محمد علی شوکت علی اس کے خلاف تھے، کیا آپکی سیاست دانی نے یہ اندازہ بھی نہ لگا سکی کہ نجدی و حجازی نمائندے جب اس تجویز کے حق میں ہیں تو حکومت حجاز و نجد کی رائے اس تجویز کے حق میں ہے۔ لیکن آپ کی سیاست دانی سے یہ چیز بالاتر ہے کہ حکومتوں کے نمائندے کس طرح نمائندگی کرتے ہیں اور ان کی زبان کس طرح حکومت کی زبان ہوتی ہے۔ بجائے اسکے کہ آپ اس حرکت پر نادم و شرمندہ ہوتے اہلحدیث ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء میں آپ فرماتے ہیں:۔

"ہم ہندوستانی یہاں انگریزی حکومت سے جو چیز (اسلحہ) **بزور طلب کریں** اسی چیز کے ضبط کرنے کی بابت عرب میں ہم حکومت پر زور دیں تو ہمارا منہ ہے کہ ہم ہندوستان میں آئیں یا آکر اس چیز (اسلحہ) کے مانگنے کے لئے منہ کھولیں۔ ہرگز نہیں۔"

ہم پوچھتے ہیں کہ جناب مولانا سیاست دان صاحب یہ تو بتلایئے کہ آپ نے کس روز حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کیا کہ ہمیں اسلحہ دیئے جائیں؟ کس زمانہ میں اس کے لئے ایجی ٹیشن کیا؟ یا ایسے ایجی ٹیشن میں حصہ لیا جو آپ مجبور ہو گئے کہ عرب میں ایسے قانون نافذ کرنے کی مخالفت کریں۔

اور پھر کیا آپ کے نزدیک جو پوزیشن انگریزوں کی ہندوستان میں ہے وہی پوزیشن

سلطان ابن سعود کی حجاز میں ہے؟ کیا آپ نے ان امور پر غور نہیں کیا کہ ہندوستان سو ڈیڑھ سو سال سے ایک حکومت کے زیر نگیں ہے اور اس کی سرحدیں زبردست قلعوں ہولناک آلات حرب اور منظم افواج کی وجہ سے محفوظ ہیں اور ایسے ہی اندرون ملک میں زبردست چھاؤنیوں کا ایک وسیع جال پھیلا ہوا ہے۔ سلسلہ رسل ورسائل اور آمدورفت بہترین پیمانہ پر موجود ہے۔ اور ایسی حالت میں اگر قانون اسلحہ کی موجودہ پابندیاں ہندوستان سے اٹھا دی جائیں تو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس کے بالمقابل حجاز کی حالت بالکل اسکے برعکس ہے۔ حکومت کو قائم ہوئے ابھی دو برس ہوئے ملک میں سلسلہ رسل ورسائل آمدورفت نہائیت معمولی بلکہ ابتر حالت میں ہے افواج ناکافی اور جدید آلات حرب سے تقریباً عاری، منتظمین کی قلت اور اس ابتدائی زندگی کے ساتھ ساتھ اندرون ملک اور بیرون ملک میں مخالف طاقتیں کارفرما ہیں کئی دفعہ انقلاب کی سازشیں پکڑی گئیں، ایسی حالت میں حجاز کو ہندوستان پر قیاس کرنا مولوی ثناء اللہ صاحب کی سیاست دانی کا ہی حصہ ہے؟

اس مسئلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے علی برادران کی تائید کرکے کہا سچ سچ جماعت اہلحدیث کی صحیح نمائندگی کی ہے؟ اور کیا واقعی انہوں نے ان مفسدہ پرداز انقلاب انگیز بھائیوں کیساتھ دیکر ایک موحد سلطان سے وفاداری کی؟؟ اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

حسد و بغض کی بدترین مثال

ہمارے ان اعتراضات کے جواب میں مولوی صاحب موصوف بجائے اس کے افسوس اور ندامت کا اظہار کرتے حسد و بغض اور باطل پرستی کی وجہ سے ہماری جماعت کے معزز ارکین کی تحقیر و تذلیل کے لئے محمد علی شوکت علی کی تعریف و توصیف کرنے لگے چنانچہ اہلحدیث ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء میں فرماتے ہیں:-

"اس میں شک نہیں کہ مرکزی خلافت کمیٹی نے **چیدہ چیدہ اور قابل ترین** ممبر بھیجے تھے شوکت علی، محمد علی، شعیب قریشی (صاحبان) مولانا سید سلیمان ۔ ۔ ۔ ۔ جنہوں نے **ہر کام میں اپنی سمجھ اور مقصد کے مطابق دخل** دیا تقریریں فرمائیں **تجویزیں پیش کیں** جن میں بہت سی **اہل حدیث اور حکومت نجدیہ کے خلاف منشا بھی ہوتی تھیں،** ایسے **زبردست اور قابل ترین** لوگوں کے سامنے اہل حدیث نمائندگی کا اندازہ کیجئے؟"

گویا علی برادران نے نہایت دیانتداری کے ساتھ اور بڑی قابلیت کے ساتھ

پیچ سمجھا اور مجلس خلافت کے مقاصد کے مطابق ہر کام میں حصہ لیا۔ نفس پرستی اور بغض وحسد کی اس سے زیادہ اور کیا بدتر مثال ہو سکتی ہے کہ صرف مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی اور مولانا اسماعیل صاحب غزنوی کی تنقیص وتذلیل کے لئے علی برادران کی تعریف وتوصیف شروع کردی۔

حالانکہ موتمر میں اور موتمر کے باہر ان دونوں بھائیوں کا جو رویہ تھا اور جس دیانتداری اور قابلیت کے ساتھ انہوں نے ہر کام میں حصہ لیا وہ اکثر حجاج کے بیانات سے واضح ہو چکا ہے جو اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں حتیٰ کہ آل انڈیا خلافت کمیٹی کے غیر اہلحدیث اراکین نے مجلس مرکزیہ خلافت ہند کے جلسہ میں علی برادران کے رویہ پر اعتراض کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ حکومت حجاز کے حسن سلوک کے باوجود جس قسم کا رویہ انہوں نے وہاں اختیار کیا اگر کسی اور حکومت میں ایسا کرتے تو ان کی سزا پھانسی کے تختہ کے سوا کچھ نہ تھی، لیکن ایک مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں جو اپنے آپکو اہل حدیث کانفرنس کا نمائندہ بتلاتے ہوئے بھی علی برادران کی نمائندگی کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہیں۔

کیا حکیم نور الدین صاحب لائلپوری اس پر بھی کچھ روشنی ڈالیں گے؟ دیدہ باید!

موتمر مکہ میں مولوی ثناء اللہ کی خدمات

مولوی ثناء اللہ صاحب صاحب ہمیشہ تعلّی اور استکبار سے کام لینے کے عادی ہیں، اور اسلئے آجتک حق کو قبول نہیں کر سکے، آپ نے اسی تعلی اور استکبار کی وجہ سے اخبار اہل حدیث میں اپنی انانیت کا اس طرح اظہار کیا کہ موتمر میں سوائے آپکے اہلحدیث کے باقی نمائندے ناکارہ وجاہل تھے اور حق نمائندگی کے ادا کرنے کے ناقابل اور نااہل تھے۔

لیکن یہاں پر قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا واقعی مولوی ثناء اللہ صاحب نے جماعت اہل حدیث کی نمائندگی کی اور آپ میں یہ اہلیت تھی؟

اس سوال کا جواب قانون اسلحہ کی مخالفت سے معلوم ہو سکتا ہے جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے، اس سے مولوی صاحب موصوف کی سیاسی قابلیت اور جماعت اہل حدیث کی نمائندگی کا پتہ چل سکتا ہے:

کاش کہ مولوی ثناء اللہ دوسرے اہلحدیث نمائندوں پر اعتراض کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیتے کہ مولوی صاحب موصوف نے کتنی تجویزیں پیش کیں، کتنی

تجویزوں پر تائیدی تقریر کی اور کس کس موقعہ پر جماعت اہلحدیث کے خیالات کا اظہار کر کے ان کی نمائندگی کی ؟۔

اہلحدیث ۲۱ رجنوری میں علی برادران کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"ہر کام میں اپنی سمجھ اور مقصد کے مطابق دخل دیا، تقریریں فرمائیں، تجویزیں پیش کیں جن میں سے بہت سی اہلحدیث اور حکومت نجد کے خلاف منشاء بھی ہوتی تھیں۔

لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب فرما سکتے ہیں کہ ان اشرار کی اکثر تجویزیں اور تقریریں جو اہلحدیث کے خلاف ہوتی تھیں۔ کیا آپ نے ان کے جواب میں جماعت اہل حدیث کا منشا ظاہر کیا؟ اور ان کی تقریروں کے جوابات موتمر میں دیئے؟ اور صرف ووٹ (رائے) سے نہیں بلکہ قابلیت کے ساتھ مباحث میں حصہ لیکر اہلحدیث کی نمائندگی کی ؟

اور اگر آپ نے ان اشرار کی اکثر مخالفانہ تقریروں کا جواب نہیں دیا اور دو بار سے زیادہ تقریر نہیں کی تو پھر آپ کا موتمر میں شامل ہونا اور نہ شامل ہونا برابر نہیں ہو جاتا ؟

جماعت اہلحدیث کے مخلص اور سرگرم کارکن حافظ حمید اللہ صاحب کے متعلق تو آپ فرماتے ہیں کہ "وہ نہ تو عربی جانتے نہ فارسی اسلئے بالکل خاموش رہتے بلکہ دو تین روز کے بعد غیر حاضر ہو گئے" تو آپ اگر جاننے کے باوجود جماعت اہل حدیث کے خلاف منشا تقریروں کے جواب میں آپ عام طور پر خاموش رہے تو آپ نے نمائندگی کے فرض ادا کرنے میں ناقابلیت اور نااہلیت کا ثبوت نہیں دیا ؟

ہم معتبر شہادتوں کی بنا پر اعلان کرتے ہیں اور مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ موتمر میں مولوی صاحب موصوف کی حاضری سے ان کی غیر حاضری زیادہ تھی؟ اور جتنی بار بھی شامل ہوئے دو یا تین بار سے زیادہ تقریر نہیں کی۔ اور جب بھی تقریر کی وہ بہت ہی مختصر تقریر کی۔ ہاں مولوی صاحب موصوف شائد اخبار میں اس چیز کو تسلیم نہ کریں لیکن مخصوص حلقہ میں اس چیز کو بھی تسلیم کر لیں گے کہ وہ مختصر سی دو باتیں تقریریں جو کیں وہ علاوہ بہت ہی مختصر ہونے کے بالکل بے جوڑ اور بے ربط الفاظ کا مجموعہ تھیں کیونکہ آپ کو عربی زبان میں تقریر کرنے بلکہ عمدہ گفتگو کا بھی ملکہ نہیں۔ ایسی حالت میں مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی جیسے قابل احترام ہستی پر اعتراض کریں! اور سوقیانہ مذاق اڑائیں۔ کہاں تک جائز ہو سکتا ہے۔ حالانکہ مولانا عبد الواحد صاحب نے موتمر عالم اسلام کی ابتدائی صدارت کے فرائض سر انجام دیئے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ صدارت

عربی زبان میں دیا۔

مولانا اسماعیل صاحب غزنوی نے جو خدمات سر انجام دی ہیں اس کی شہادت نہ صرف کثیر التعداد حجاج کی زبانی معلوم ہوتی ہے بلکہ خود حضرت امام عبدالعزیز بن سعود کے معتمد خصوصی شیخ عبدالعزیز العتیقی المحترم مولانا ظفر علی خان صاحب کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مولانا اسماعیل غزنوی سے مل کر ہم بہت خوش ہوئے' ان کے ذاتی تجربوں ان کے مفید مشوروں اور ان کے وسیع معلومات سے بہت فائدہ اٹھایا"

جناب میاں مہر بخش صاحب سوداگر چرم بمبئی جو ہند کے ایک مشہور تاجر ہونے کے علاوہ ایک مخلص اور دل رکھنے والے اور معاملہ فہم بزرگ ہیں وہ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مولانا اسماعیل غزنوی نے حجاج اور حکومت کی وہ خدمت کی جو کسی دوسرے ہندوستانی کو نصیب نہیں ہوئی اگر واقعی ایسے مستعد لوگ جائیں تو مسلمانوں کو انشاء اللہ فائدہ پہنچے"

ہمارے ارکان واقعی اس خدمت سے محروم رہے کہ وہاں علی برادران جیسے اشرار اور مفسدین کی تائید کر کے قانون اسلحہ کی مخالفت کرتے اور پھر ہندوستان پہنچکر انہی اشرار کی تعریف و توصیف کرتے کہ وہ زبردست اور قابل ترین لوگ ہیں (اہلحدیث ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء ص۲)۔

جماعت اہل حدیث کے معزز اراکین سے ہم دریافت کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس قابل ہیں کہ ان پر ملامت کا ووٹ پاس کیا جائے۔ جنہوں نے حجاز میں علی برادران جیسے دشمنان   کی تائید کی اور یہاں آ کر ان کی تعریف و توصیف کی۔ یا غزنوی حضرات۔ جنہوں نے ہر جگہ ان   ننگ اسلام کا مقابلہ کیا اور حق کی حمایت کی۔ افسوس کہ ضد و نفسانیت نے مولوی ثناء اللہ کو کہیں کا نہ چھوڑا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہمارے اراکین کے خلاف شرعی اعتراض

چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا مقصد محض ہماری مخالفت اور مخالفت بھی محض ضد

و نفسانیت ہی کی وجہ سے ہے اسلئے کچھ بھی ہو صحیح یا غلط اعتراض کر دینا اپنے مقصد کیلئے ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ایک تازہ اعتراض یہ کیا ہے کہ غزنویہ نے صریح حدیث کے خلاف عمل کیا ہے۔

اسکے بعد اس حدیث کا ذکر کیا کہ ایک صحابی کو زکوٰۃ فراہم کرنے کے لئے بطور عامل کے بھیجا گیا تھا اس سفر میں اسے کچھ تحائف بھی ملے تھے، اس صحابی نے زکوٰۃ تو بیت المال میں جمع کرا دی مگر تحائف خود رکھ لئے۔ اسپر حضور نے اظہار ناراضگی کیا۔ اسکے بعد فرماتے ہیں:-

"اس حدیث سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا ہے کہ کسی انجمن کے واعظ، سفیر یا نمائندہ کو جو چیز ملے وہ اس بھیجنے والی انجمن کا مال ہے" (اہل حدیث ۱۲ جنوری ۱۹۴۴ء)

اس مضمون میں مولوی صاحب موصوف نے پہلے تو فرمایا کہ صریح حدیث کے خلاف عمل کیا لیکن حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا ہے۔ کہاں صریح حدیث کی مخالفت اور کہاں کسی کے استنباط کی مخالفت، اس کے بعد فرماتے ہیں:-

"مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی امام غزنویہ بتا دیں کہ انہوں نے جو کچھ شاہ حجاز سے حاصل کیا وہ اہل حدیث کانفرنس کو دیا؟"

پہلے تو قطعی فیصلہ کر دیا کہ غزنویہ نے صریح حدیث کے خلاف عمل کیا بعد میں سوال کرتے ہیں گویا ابھی یہ تحقیق طلب امر ہے کہ مولانا عبدالواحد صاحب نے شاہ حجاز سے حاصل کردہ تحائف اہل حدیث کانفرنس کو دیدیئے ہیں یا نہیں؟ کیا یہ الفاظ مولوی ثناء اللہ کے دل کی گہرائیوں کی کیفیت نہیں ظاہر کرتے؟ اور ہمنے جو کہا ہے کہ ان کا مقصد محض مخالفت اور صرف اعتراض کر دینا مقصود ہے وہ صحیح ہو یا غلط' کی تائید نہیں ہوتی؟

مسئلہ شرعی کی حیثیت

حدیث شریف میں بالتصریح جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ عاملین یا تحصیلین یعنے زکوٰۃ کے فراہم کرنے والے حضرات اپنے اسی سفر حصول زکوٰۃ میں جس قدر تحائف لوگوں سے حاصل کریں وہ بھی زکوٰۃ کے ساتھ بیت المال میں جمع کر دیں۔ موجودہ زمانہ میں انجمن کے واعظ یا سفیر جو چندہ جمع کرنے کی غرض سے سفر کرتے ہیں ان کو جو تحائف اس سفر میں ملتے ہیں ان کے متعلق صریح حکم تو موجود نہیں ہے لیکن اس حدیث سے استنباط کر کے

یہ کہا جاتا ہے کہ ایسے واعظ یا سفیر جو کسی انجمن کے ملازم ہوں اور ان کا سفر خرچ اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے انجمن کی طرف سے تنخواہ وغیرہ مقرر ہو ان کو بھی ان تمام تحائف کو انجمن کے سپرد کر دینا چاہیے جو انہیں انجمن کے سفر میں حاصل ہوئے ہوں۔ کیونکہ جس طرح عامل زکوٰۃ کو سفر خرچ اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے بیت المال سے بلکہ زکوٰۃ سے حصہ دیا جاتا ہے اسی طرح واعظ یا سفیر انجمن کو سفر خرچ اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے انجمن کے بیت المال یا چندہ سے تنخواہ وغیرہ دی جاتی ہے اسلئے عامل زکوٰۃ کی طرح سفیر انجمن کو بھی تحائف بیت المال میں داخل کر دینے چاہئیں۔ کیونکہ دونوں حالتوں میں انجمن یا بیت المال کا سرمایہ ایک شخص پر صرف ہوتا ہے تو اس سرمایہ کی وجہ سے جس قدر منافع حاصل ہوں گے ان کا مستحق صاحب سرمایہ ہے' دوکاندار تاجر اور اقتصادیات کے سمجھنے والے حضرات اس مسئلہ کو خوب سمجھ سکتے ہیں کہ سرمایہ سے جس قدر منافع حاصل ہوں گے ان تمام کا مستحق صاحب سرمایہ ہے عامل یا محنتی صرف اسی چیز کا مستحق ہے جو اس سے طے ہو چکی ہے۔

لیکن جہاں کوئی سرمایہ نہیں لگایا گیا نہ تو سفیر کا سفر خرچ نہ کوئی تنخواہ وغیرہ ہے بلکہ ایک جماعت صرف اپنے خیالات کی تائید کے لئے یا نمائندگی کے لئے کسی جگہ پہنچتی ہے اور وہاں پر اپنی ذاتی شہرت وقابلیت یا کسی جماعت کے ممتاز اور نمائندہ رکن ہونے کی حیثیت سے اسے کچھ تحائف حاصل ہوں اور وہ انہیں بیت المال میں جمع نہ کرے تو اس پر حدیث شریف کے رو سے کوئی وعید یا انکار ثابت نہیں ہوتا۔

مولوی ثناءاللہ صاحب کے فتویٰ نویسی کا معیار

مولوی ثناءاللہ صاحب جو غریب فنڈ کے آئے دوآنہ پر فتویٰ لکھنے کے عادی ہیں وہ بیچارے شریعت کے اسرار وحکم کو کیا جانیں' وہ تو فتویٰ لکھنے کے نہیں بلکہ فتاویٰ کے جواب گھسیٹنے کے عادی ہیں' جہاں یہ حالت ہو کہ مختصر سے مختصر جواب اور زیادہ سے زیادہ جواب فتویٰ کے لکھکر ایک صفحہ اخبار اہل حدیث کا روک دیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ اکنیاں وونیاں جمع ہو جائیں وہاں فتوے نویسی کا معیار کیونکر بہتر ہوسکتا ہے اور کیونکر تحقیق اور تدقیق مسائل کے لئے وقت صرف کیا جاسکتا ہے۔ وہاں تو فتویٰ نویسی صرف تجارت' دوکانداری اور خریداران اخبار کی فہرست میں اضافہ کرنے کا ایک آلہ ہوتا ہے اور بس۔

شاہ حجاز کے تحائف

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی کو جو تحائف ملے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اسکو ظاہر کردیں تاکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو غلط فہمی پھیلانے کا موقعہ نہ ملے۔ عظمۃ السلطان کی طرف سے تقریباً تمام اراکین موتمر عالم اسلام کو ایک ایک مشلح (نجدی چوغہ) دیا گیا۔ یہ مشلح کوئی بہت زیادہ قیمتی چیز نہیں زیادہ سے زیادہ ایکسو روپیہ کی قیمت کا ہوگا جو بطور تذکار محبت کے ہدیتہً دیا گیا۔ اور حضرت امام کا ہدیہ اور تحفہ سمجھکر ہر ایک رکن نے اپنے استعمال کے لئے رکھا اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کوئی شرعی وجہ نہ تھی کہ یہ کسی بیت المال کا حق ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی جنہوں نے اپنی جیب خاص سے ایک ہزار روپیہ مجاہدین نجد کے فنڈ میں دیا وہ نہایت آسانی کے ساتھ ایک سو روپے کے مشلح کو جمعیۃ مرکزیہ اہلحدیث کے بیت المال میں جمع کر سکتے تھے۔ اگر احکام شرعی کا تقاضا یہی ہوتا لیکن مسئلہ کی شرعی حیثیت ہم واضح کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی پر حملے

مولوی ثناء اللہ صاحب اگر آریہ سماج، مرزائی یا شیعہ حضرات کے خلاف لکھیں تو نرم سے نرم الفاظ میں انکا رد کر سکتے ہیں اور طبیعت پر قابو رکھ سکتے ہیں۔ لیکن کسی اہل حدیث کو اپنا مخالف سمجھکر رد کرینگے تو پوری طرح گندہ دہنی سے کام لیں گے۔ ساری تحریر غیظ و غضب اور جذبات انتقام سے لبریز ہوگی اور نہایت توہین آمیز اور اشتعال انگیز الفاظ لکھیں گے جماعت اہل حدیث کے مختلف حلقوں یا خاندانوں میں منافرت اور عداوت پیدا کرنے کی کوشش کرینگے۔ افسوس صد افسوس۔

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی کے حق میں کیسے کیسے توہین آمیز الفاظ لکھے کس طرح ساری تحریر میں ان کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار کیا۔ حالانکہ انہوں نے ایک لفظ بھی ایسا مولوی ثناء اللہ کے حق میں نہیں لکھا۔ اور اس غیظ و غضب میں افترا پردازی اور بہتان طرازی سے بھی باز نہیں آئے۔ اس سلسلہ میں ہم ان کی گالیوں کی فہرست نہیں پیش کرنا چاہتے۔ بلکہ ایک واقعہ کی تردید و تکذیب کرنا چاہتے ہیں۔ جو انہوں نے

حضرت امام مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی مرحوم کی طرف نسبت کرکے بیان کیا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ابا جان بھی قبر سے نکل کر ان کو کوئی بات منوانا چاہیں تو اپنی ضد سے نہ ٹلیں گے۔ اس کذب بیانی پر جس قدر بھی رنج و افسوس کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ لیکن تعجب کوئی نہیں ہے کیونکہ جب مولوی ثناء اللہ ایک زندہ امام عطر السلطان کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ کو اہل حدیث سے خارج نہیں کیا تو وہ فوت شدہ بزرگوں کی طرف زیادہ آسانی سے جھوٹ منسوب کر سکتے ہیں۔ اور پھر ہم پوچھتے ہیں اگر یہ اظہار حق جھگڑا ہے اور اس اظہار حق پر استقامت ضد اور ہٹ دھرمی ہے جسے آپ مولانا عبدالواحد صاحب کی طرف منسوب کرکے انہیں ضدی کہتے ہیں تو کیا مولانا عبدالواحد صاحب اس میں متفرد ہیں؟ کیا مولانا عبدالجبار صاحب نے آپکو نہیں سمجھایا؟ کیا آپ کے استاد مولانا احمداللہ صاحب اور مولانا حافظ عبدالمنان صاحب نے نہیں سمجھایا کیا پنجاب اور بیرون پنجاب کے علماء نے آپکو نہیں سمجھایا؟ مگر آپ مرغ کی ایک ٹانگ کی طرح اپنی ضد پر بدستور قائم ہیں، ضد و نفسانیت آپکی طرف سے ہے یا ان کی طرف سے؟ آپ کی گالیوں کا جواب حضرت مولانا کے پاس نہیں ان کی طرف سے ان سب کا جواب صرف یہ ہے:

فصبر جمیل واللہ المستعان علیٰ ما تصفون

حکیم نورالدین صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش

ہمارے مخلص دوست حکیم نورالدین صاحب نے ایک چٹھی میں ہم پر اظہار افسوس کیا ہے یہ چٹھی اہل حدیث ۲۴ر دسمبر ۱۹۱۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔ ہم پہلے تو حکیم صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں کہ جس واقعہ کے بیان کرنے میں آپ نے ہماری تغلیط و تردید کرتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا ہے اس میں زیادہ سے زیادہ جرم بقول آپ کے یہ ہے کہ مولوی ثناءاللہ صاحب پر بہتان لگایا گیا ہے:

لیکن حکیم صاحب! ہم پوچھتے ہیں کہ اللہ کی ذات و صفات اور اللہ کی کتاب کی عزت و حرمت انسانی عزت و حرمت سے زیادہ ہے یا نہیں؟ آپ فرمائیں گے کہ یقیناً ان کے لئے بہت زیادہ عزت و حرمت ہے۔ تو اب ہم آپکو اللہ کی عزت و کبریائی کا واسطہ دیکر پوچھتے ہیں

کہ کیا اللہ کی ذات وصفات اور اسکی کتاب اس قابل نہیں کہ مولوی ثناء اللہ کی عزت سے کہیں زیادہ اسکے لئے غیرت وحمیت اور جوش کا اظہار کیا جائے۔ لیکن اس کا موقعہ جب آتا ہے تو آپ فرماتے ہیں "ہمیں مسئلہ مسائل کے متعلق تو کچھ عرض کرنے کے قابل نہیں" حالانکہ آپ ہمیشہ قرآن مجید کا درس دیتے ہیں محدثین کی کتابوں کا مطالعہ رکھتے ہیں۔ امام ابن تیمیہ رح اور حافظ ابن قیم رح کی کتابوں کو خاص عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کا مطالعہ رکھتے ہیں اور ان سب سے بڑھکر پر لطف یہ بات ہے کہ آپ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر عربی کے اغلاط دیکھ چکے ہیں اور اپنے کتبخانہ کی تفسیر ثنائی عربی کے حواشی پر محدثین کے مسلک کو پیش نظر رکھتے ہوئے جگہ بجگہ آپنے مولوی ثناء اللہ کی تغلیط وتردید کی ہے۔

لیکن یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اللہ کی کتاب کی عزت وحرمت کا سوال پیش ہوتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ "ہمیں مسئلہ مسائل کے متعلق کچھ عرض کرنے کے قابل نہیں" اور جب مولوی ثناء اللہ صاحب کی عزت وحرمت کا سوال آپ کے سامنے آتا ہے تو آپ اپنی ناراضگی کا خوب اظہار کرتے ہیں اور اخبار کے ذریعہ اس کی تشہیر اور اعلان ضروری سمجھتے ہیں۔

حکیم صاحب! اقسمك بالله انصف فی نفسك۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اگر آپ کے استاذوں اور آپکے بزرگوں مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی مولانا عبد اللہ صاحب غزنوی کو بد سرشت (اشتہار دو ورقی صلا) کہیں تو آپ اس پر غیرت وحمیت کا اظہار کریں بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ آپ اللہ کی ذات وصفات اور اسکی کتاب کے لئے غیرت وحمیت کا اظہار فرمائیں۔

باقی رہا نفس واقعہ۔ تو ہم دیانتداری کے ساتھ آپ سے عرض کرتے ہیں کہ ہمنے جو کچھ لکھا وہ اسلئے کہ گورنر مدینہ نے جو تار جلالۃ الملک کو بھیجا اس میں انہوں نے یہی ظاہر کیا کہ مولوی ثناء اللہ ایک فدلائے اور انہوں نے مدینہ کے رستہ پر پانچ مجیدی کے ٹیکس پر احتجاج کیا ہے عظمۃ السلطان نے اسکو بہت برا محسوس کیا اور ناراضگی کا اظہار کیا اور کوئی جواب نہ دیا، کیونکہ جو لوگ مدینہ کے پر خوف وخطر رستہ کو امن وامان سے عبور کرنے کے لئے اپنی جان ومال، اپنی عزت وآبرو کے تحفظ کے لئے پانچ مجیدی فی کس نہیں خرچ کرنا چاہتے اور اسپر احتجاج کر رہے ہیں وہ فی الحقیقت اس قابل ہیں کہ ان پر اظہار افسوس کیا جائے، کیا یہ لوگ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ مدینہ

راستہ کے قزاقوں اور ڈاکوؤں سے جان ومال عزت وآبرو بچانے کے لئے صرف چھو منتر کافی ہے؟ کیا یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ راستہ کے انتظامات امن بغیر کسی خرچ کے ہو سکتے ہیں اور پھر سب سے زیادہ افسوس جماعت اہل حدیث پر ہو سکتا ہے جو سلطان ممدوح کو حریص وطامع نہیں سمجھتے پھر ان کے اس قسم کے اعتراضات پر اگر افسوس ظاہر کیا جائے تو کیا برائی ہے؟

اور پھر حکیم صاحب! آپ بھی اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مشورہ میں موجود تھے گورنر مدینہ کے پاس وہ بھی گئے تار دینے کے لئے چندہ ان کی موجودگی میں ہوا تو مولوی ثناء اللہ کی ان مقامات میں موجودگی وجہ سے امیر مدینہ نے یا اور حاجیوں نے جن کی شہادت ہمارے پاس موجود ہے اسکو مجلس کے ایک مشہور شخص کیطرف نسبت کر دی تو اس میں کونسی بہتان طرازی ہے؟

لیکن حکیم صاحب! ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ اس اعتراض کو یا اور دوسرے اعتراضات کو ہم اپنی بحث کا مرکز نہیں قرار دیتے۔ لیجئے ہم ان تمام اعتراضات کو آج سے ختم کر دیتے ہیں ہم ان چیزوں کو کوئی ایسی اہمیت نہیں دیتے، ہمارے اختلاف وبحث کا محور صرف مولوی ثناء اللہ صاحب کے وہ عقائد ہیں جن سے اللہ تعالےٰ کی صفات انبیائے کرام کے معجزات اور دوسری آیات قرآنیہ میں محدثین کرام کے مسلک کے خلاف کیا گیا ہے اور معتزلہ، جہمیہ متکلمین وغیرہ کی خوشہ چینی کیگئی ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب مذہب اہل حدیث کے نام سے یہ سب کچھ نہ کرتے تو ہمیں چنداں اعتراض نہ ہوتا اور اس وقت بھی انہیں حق حاصل ہے کہ اپنے آپ کو معتزلی، جہمی، متکلم کہکر جو چاہیں لکھیں لیکن آپ سے اور تمام جماعت اہل حدیث سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خدا کا واسطہ ڈال کر مولوی ثناء اللہ صاحب سے کہیں کہ مذہب اہلحدیث پر اور جماعت اہل حدیث پر رحم کریں اور اسکو متکلمین ومعتزلہ کی گمراہیوں کا آماجگاہ نہ بنائیں۔

محترم حکیم صاحب! اگر آج آپ نے یا دوسرے علمائے کرام یا جماعت کے متدین حضرات نے اسوقت مداہنت سے کام لیا تو یاد رکھئے کہ جس طرح آج تمام ملحدانہ عقائد بدعات اور مشرکانہ رسوم کی اشاعت حنفیت کے نام پر ہو رہی ہے اسی طرح مذہب اہلحدیث کے نام پر معتزلانہ عقائد کی اشاعت ہوگی اسوقت آپ کی جماعت کا وہ مخصوص شرف "لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خذلهم حتی یاتی امر الله" جاتا رہے گا خدا کیلئے وقت کی نزاکت اور اہمیت کو محسوس کیجئے، نہ صرف ہندوستان، بلکہ ٹرکی، مصر، عراق،

شام کو دیکھئے، مسلمانوں میں الحاد اور لامذہبیت کی وبا پھیل رہی ہے سخت فتن کا زمانہ ہے، خدا کے لئے جماعت اہل حدیث کو اس وبا سے بچائیے ورنہ یاد رکھئے کہ اگر آپ نے مداہنت سے کام لیا تو اس طوفان کی رو میں آپ کی جماعت بہ جائے گی اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ دنیا میں وہی قوم اپنے مذہب کو محفوظ رکھ سکتی ہے جس میں شدت، صلابت، عقائد کی مضبوطی اور پختگی ہوتی ہے اور جوں ہی کہ مداہنت اور نرمی شروع ہوئی اور فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑا ایمان وعقائد کی پختگی فرائض وواجبات کی اہمیت رخصت ہو جاتی ہے۔

اسلئے آخر میں پھر آپ سے عرض کرونگا کہ آیئے اس اسلام کی حفاظت وصیانت کیلئے کمربستہ ہو جائیں جو صحابہ کرام کے عہد مبارک، محدثین اور ائمہ دین کے عہد میمون میں تھا، آیئے کہ اس کی اشاعت کے لئے اپنی تحریر وتقریر کو وقف کریں، آیئے کہ اسکے لئے غیرت وحمیت کا اظہار کریں۔

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین هداهم الله واولئك هم اولوا الالباب

علامہ سیّد توفیق شریف صاحب کا مفصّل خط

بسم الله الرحمٰن الرحیم- الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده وعلی آله وصحبه۔

من عبد ربه المفتقر لمرضات ربه توفیق الشریف الی جناب الاجل المحترم الوجیه المکرم الاخ عبد العزیز معتمد جمعیة اهل الحدیث المرکزیة حفظه الله۔

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته- اما بعد فقد تصفحت کتابکم الکریم واحطت بما تضمنه من الاسئلة الموجهة الی فاقول مجیبا والله عز وجل یقول الحق وهو یهدی الی سواء السبیل۔

نعم حضرت المجلس المنعقد فی بلد الله الحرام تحت ریاسة الامام عبد العزیز بن السعود ایده الله بنصره فیما هو واقع الاختلاف علیه بین جماعة اهل الحدیث بناء علی الطلب الذی سبق من جانب المولوی ثناء الله لحضرة الامام یرجوا فیه الفصل واحقاق الحق وقد حضر من علماء اهل نجد وبمقدمتهم رئیس قضاة الحجاز ونجد الشیخ العلامة عبد الله ابن بلیهد وکان عددهم یربوا علی الستة ما عدا الفریقین المتنازعین

اول المتكلمين المولوي ثناء الله استهل حديثه بذكر مصنفاته ومنها تفسير القرآن العظيم ثم
ج على ذكر الاربعين تلك الرسالة المدونة من جانب المولوي عبد الحق الغزنوي وبعد ان ابدى ولعاً
ولا تقيد ما جاء فيهما من المسائل ومصرحا بعدم صحة ما جاء في الاربعين من حيث كونه مغايرا
عتقاده وما يدين الله به تناول الحديث العلامة الرباني عبد الواحد الغزنوي واتى على رأس
سائل الدائرة حولها في النزاع والاختلاف باسباب وايضاح دون لبس مبينا النقاط التي
المولوي ثناء الله في تفسيرها عن منهج اهل السنة والاثر وبين الرسالة الاربعين المارة الذكر
لبا من الحضور ان يقولوا كلمتهم ويبينوا رأيهم في هذا الموضوع برًّا بالعهد الذي اخذه على انفسهم
رب عز وجل حيث يقول (واذ اخذ الله ميثاق الذين اوتوا الكتاب لتبيننه للناس ولا تكتمونه .الخ
بعد برهة ساد السكون خلالها في بهو الاجتماع تكلم الحاضرين واحد بعد واحد فجاءت
تهم متفقة بالمعنى على تأثيم من يقول ويعتقد ولو بواحدة من الاربعين فكيف بمجموعها وقالوا
جماع القطعي بان هذا مذهب المتكلمين والمعتزلة وغيرهم من الفرق المخالفة لما كان عليه
جمهور السلف كما انه لا تصح نسبة من يقول ويعتقد بهذا الى جماعة السلفيين اهل الحديث والاثر
بوا من المولوي ثناء الله الرجوع الى اعتقاد السلف وتصحيح هفواته التي جاءت في تفسيره تصحيحا
طبق على مذهب اهل الحديث ويتوب الى الله ويبرأ مما سلف وسبق منه وبعد مناظرة طويلة قبل
صلاح عقائده وتفسيره واظهر استعداده للتوبة والرجوع الى الحق ومذهب السلف ولم تكد تشرع
كتابة افادته المتقدمة ليوقع عليها اقواله المنبئة بمفارقته مذاهب المتكلمين والمعتزلة حتى
قلب فجأته اوقعنا في حيرة وارتباك ولما سئل الامام ايده الله عن سبب عدم استقراره على
ي واحد ليعلم الحاضرين مذهبه ومعتقده اجاب بان ما جاء في التفسير هو الاعتقاد الذي
ين الله به ـ ولم يكن مبتدعا فيما اورده في تفسيره بل سبق الى ذلك الرازي وغيره من ائمة العلم
ولم ار في وقت من الاوقات الامام عبد العزيز ايده الله مضطربا متأثرا اخذ الحزن من نفسه
فراغ صدره مثله في هذا المجلس لا سيما عندما اعرض المولوي ثناء الله عن الحق ورفض طلب الامام والعلماء
رجوع الى الله وخيب آمالهم في اهتدائه وسداده ويكفي للافصاح عن مبلغ الاسف والالم العميق الذي
ل الامام قوله مخاطبا اياه [يا ثناء الله والله ثم والله لعندي موت سعود ولدي الاكبر
خيه فيصل لاهون علي من خروجك من جماعتنا ولكن ازمة القلوب بيد الله فانا لله وانا اليه راجعون.
ما العلماء فلم يختلفوا في تخطئته وتأثيمه بل كانوا مجمعين بالرأي عليه وضد ما كتبه في تفسيره
ثم اختلفوا في الحكم على من يقول بهذا القول ويعتقده ويدين به فبعضهم بل الاكثرية ذهبت
كفيره وتفسيقه والاعراض عن كتبه وعدم السلام عليه والصلوة خلفه والقيام على قبره
بعض وهم الاقلون سكتوا واسروا التكفير والتفسيق واكتفوا ببيان بطلان معتقده وتسفيه
سد آرائه ومغايرتها العقائد جمهور السلف واهل الحديث والاثر ولم اسمع اي مخالفة وقعت

على الحكمين من جانب العالم الرباني عبد الواحد الغزنوي ونجله المولوي اسماعيل الغزنوي ولا
منهم بادرة اعتراض قط بل الذي خالف وابى الرضوخ وتمرد على حكم العلماء ورأى الامام هو المولوي
ثناء الله الامرتسري اسئل الله تعالى له الهداية وتنوير بصيرته في عاقبة امره ومنقلبه وتسديده الى الصراط
المستقيم صراط الذين انعم الله عليهم من الانبياء والصديقين ومن تبعهم باحسان واتفق اثرهم الى
الدين والحمد لله رب العالمين۔ خادم الاسلام **توفیق الشریف**

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آپکا گرامی نامہ پڑھا اور اس میں جو سوالات
مجھ سے کئے گئے ہیں مجھے معلوم کرلئے ہیں جن کا جواب عرض کرتا ہوں۔ حضرت امام عبد العزیز بن سعود ایدہ اللہ
کی صدارت میں جو مجلس مکہ معظمہ میں منعقد ہوئی تھی میں اس مجلس میں حاضر تھا یہ مجلس اسلئے منعقد ہوئی تھی کہ جماعت
اہل حدیث میں جو اختلاف ہے اسکے متعلق غور وفکر کیا جائے۔ یہ مجلس مولوی ثناء اللہ صاحب کے مطالبہ پر منعقد ہوئی
انہوں نے حضرت امام سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اس اختلاف میں فیصلہ صادر فرمائیں کہ حق وباطل میں تمیز ہو۔ اس مجلس میں
علماء نجد کی ایک جماعت حاضر تھی جن میں خاص طور پر قابل ذکر حجاز ونجد کے رئیس القضاۃ قاضی عبد اللہ بن بلیہد ہیں
فریقین کے علاوہ علماء حاضرین کی تعداد چالیس سے زائد تھی۔ سب سے پہلے مولوی ثناء اللہ نے گفتگو شروع کی انہوں نے
اپنی گفتگو کے شروع میں اپنی تصنیفات کا ذکر کیا جن میں تفسیر قرآن کا بھی ذکر تھا اس کے بعد انہوں نے اربعین کا ذکر کیا
جسکی تدوین وترتیب مولوی عبد الحق غزنوی (مرحوم) نے کی ہے۔ اور جب مولوی ثناء اللہ نے اربعین کے ذکر کردہ اعتراضات
کی تکذیب وتردید کی اور اس کی تصریح کی کہ میری طرف جن مسائل کی نسبت کی گئی ہے وہ میرا عقیدہ اور دین نہیں ہے تو مولانا
عبد الواحد صاحب غزنوی نے رسالہ اربعین کی تائید کرتے ہوئے وضاحت کے ساتھ ان مسائل کا ذکر کیا جن میں مولوی ثناء اللہ
اہل سنت واہل حدیث کے طریقہ سے مخالفت کی اور جو اختلاف ونزاع کے باعث تھے۔ اور یہ مقصد تھا کہ حضرت الامام اس
بارہ میں فیصلہ فرمائیں۔ حاضرین مجلس نے یکے بعد دیگرے اسپر گفتگو کی۔ سب نے متفقہ طور پر اس شخص کے مجرم ہونے کا
فیصلہ دیا جو اربعین کے بیان کردہ اعتراضات میں سے کسی ایک کا قائل یا معتقد ہو چہ جائیکہ ان تمام عقائد فاسدہ کا معتقد
ہو جو اربعین میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اور انہوں نے قطعی اجماع کے ساتھ اسکا فیصلہ کیا کہ یہ تمام عقائد فاسدہ متکلمین اور معتزلہ
وغیرہ کا مذہب ہے جو تمام سلف صالحین کے مسلک کے خلاف ہیں اس قسم کے عقائد والے کی نسبت جماعت سلفیین اور اہل حدیث
کی طرف صحیح نہیں تھی تو ان علماء نے مولوی ثناء اللہ سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنے عقائد سے رجوع کرکے سلف کا مسلک اختیار کریں اور اپنی تفسیر
میں جن اغلاط کا ارتکاب کیا ہے اسکی تصحیح مذہب اہلحدیث کے مطابق کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں۔ ایک طویل گفتگو کے بعد
مولوی ثناء اللہ مذہب اہلحدیث کیطرف رجوع کرنے کیلئے مستعد ہوئے اور ہم انکا رجوع نامہ لکھنے ہی لگے تھے کہ ایکدم وہ الٹ گئے جس سے
ہم سب متحیر ہوگئے اور جب حضرت امام نے دریافت کیا کہ آپ کیوں ایک رائے پر قائم نہیں رہتے؟ تو جواب دیا کہ جو کچھ میں نے تفسیر میں لکھا ہے وہی
عقیدہ ہے۔ میں نے کسی وقت بھی حضرت امام کو اسقدر متاثر اور رنجیدہ نہیں دیکھا جس قدر کہ اس مجلس میں دیکھا اور اس رنج وافسوس
اور جگر دردی کی تفصیل اس سے ہو سکتی ہے جبکہ مولوی ثناء اللہ کو مخاطب کرکے یہ فرمایا تھا۔ ثناء اللہ! خدا کی قسم مجھے اپنے بڑے بیٹے
سعود اور فیصل کی موت پر اس قدر صدمہ نہ ہوتا جس قدر کہ ہماری جماعت کے تیرے بچھڑنے کا۔ لیکن دل خدا کے ہاتھ میں ہے ہم انا للہ و
انا الیہ راجعون پڑھتے ہیں۔ علماء کا اسمیں کوئی اختلاف نہ تھا کہ مولوی ثناء اللہ غلطی پر ہیں بلکہ سب اسپر متفق تھے۔ ہاں
اسمیں اختلاف تھا کہ جسکے اس قسم کے عقائد ہوں وہ کافر ہے یا نہیں تو اکثر علماء کی یہ رائے تھی کہ ایسا شخص کافر وفاسق ہے اسکی کتابیں
پڑھنے کے قابل نہیں نہ اسپر سلام کیا جائے نہ اسکے پیچھے نماز پڑھی جائے نہ اسپر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اور بہت تھوڑے علماء نے اسکے کفر پر
سکوت کیا اور اسکو ظاہر نہیں کیا لیکن انہوں نے اسی پر اکتفا کیا کہ ان کے عقائد کا بطلان کیا اور انہیں سلف صالحین اور اہل حدیث کے
عقائد کے خلاف بتایا۔ اور میں نے نہیں سنا کہ کسی قسم کی مخالفت عالم ربانی مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی اور ان کے صاحبزادے
مولوی اسماعیل صاحب غزنوی سے سرزد ہوئی اور نہ علماء کے فیصلہ پر کسی قسم کا اعتراض انکی طرف سے ظاہر ہوا بلکہ جس نے علماء کے
فیصلے اور حضرت امام عبد العزیز کے حکم کی مخالفت کی اور حق قبول کرنے سے انکار اور سرکشی کی وہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہی ہیں۔

۴ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نور بصیرت عطا فرمائے اور انکا انجام اچھا ہو اور اس صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جس پر انبیائے کرام صدیقین اور انکے متبعین گامزن رہے۔ والحمد للہ رب العالمین خادم الاسلام